امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- قاری صفدر علی ریاضی
- اہل کتاب اور مسئلہ کفر وایمان
- مولانا سید محمد علی مونگیری اور فتنہ قادیانیت
- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے درمیان
- اسلام میں عدل وانصاف کی اہمیت
- کچھ نبیوں کے سبق آموز ودلچسپ واقعات
- اخبار جہاں، طب وصحت، ہفتۂ رفتہ

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 41 مورخہ یکم ربیع الاول ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۹/ اکتوبر ۲۰۲۰ء روز سوموار

ذکر جمیل

تبرکات ---------------------------- حضرت مولانا عبد الماجد دریابادی

بارہویں تاریخ ماہ رمضان ۲ھ کی تھی کہ مدینہ سے ایک قافلہ ایک بڑی مہم پر نکلا، بڑے میدان کی طرف رواں ہے، فاصلہ بھی کچھ ایسا کم نہیں، کوئی چار منزل قافلہ میں آدمی تین سو سے اوپر اور اونٹ کل سو، نتیجہ یہ کہ ایک ایک اونٹ کے حصہ دار تین تین اور سوار ہونا ایک وقت میں دو ہی کے لئے ممکن تھا اس لئے ایک ساتھی کے لئے تولامحالہ پیدل چلنا پڑتا اور یہی صورت قافلہ کے سردار کیلئے بھی، یہ صاحب ادھیڑ عمر کے، یہی کوئی ۵۳۔۵۴ سال کی عمر کے۔ دونوں ساتھی سن میں چھوٹے دونوں ادب کے ساتھ اور جذبہ اطاعت ووفاداری کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ محترم سردار ہم اپنی باری بخوشی بخشتے ہیں، ہم لوگ پیدل با آسانی چل لیں گے، ہمارے بجائے آپ ہی سواری پر تشریف رکھیں، خلوص بھری ہوئی درخواست فدائیوں کی طرف سے تھی، جو سن میں بھی چھوٹے تھے، مگر سنئے کہ محترم آقا کی طرف سے کیا جواب ملتا ہے، ہمارے آپ کے لفظوں میں یہ کہ ’’تم دونوں مجھ سے زیادہ قوی تو ہو نہیں، پیدل جیسے تم چل سکتے ہو، میں بھی چل سکتا ہوں اور رہا وہ اجر جو پیدل چلنے کی مشقت سے حاصل ہوتا ہے تو اس کے بھی حاجت مند جیسے تم، ویسے میں۔‘‘

جواب آپ نے سن لیا، ذرا ان نمونوں کو سامنے رکھ کر پھر اس سادے سے جواب کو جانچیئے، تولئے، پرکھئے اور اس پر جھوم اٹھئے۔ سوال وجواب آپ سمجھ گئے، کس کے کس کے درمیان رہا؟ درخواست پیش کرنے والے تھے دونوں صحابی فدائیت کی منزلیں طے کئے ہوئے اور جواب دینے والے تھے ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیارے اور ہم سب کے درس ہدایت دے جانے والے، اب دیکھئے تو، اس مختصر سے بول میں کتنا بڑا سبق دے گئے، شرافت کا، کسر نفس کا، شفقت کا، مساوات کا، اپنی عبدیت کا، اللہ سے اپنے ربط وتعلق کا، اور اجر آخرت کی طلب وحرص کا۔

اب آپ میدان بدر تو آ ہی چکے ہیں، تو ایک آدھ منظر اور دیکھئے، چلئے، ادھر مقابل لشکر قریش ہر طرح ساز وسامان سے لیس، کیا گھوڑے اور کیا اونٹ کیا زرہ اور کیا تلوار، ہر اعتبار سے اور ادھر مادی بے سروسامانی ہر معیار سے، اب رہی تعداد تو ادھر ایک ادھر تین، ادھر تین سو تیرہ، ادھر ایک ہزار، اس پر بھی مردانگی اور خود اعتمادی کا یہ عالم کہ سرور وسردار نے مقابلہ کر ہی کے چھوڑا، اور رہتی دنیا تک ایک باقی رہ جانے والا نقش ہمت وحوصلہ کا چھوڑ گئے۔

معرکۂ جنگ تو خیر ۱۷/ رمضان یوم جمعہ کو صبح گرم ہونا تھا، اس رات میں دیکھنے والے دیکھتے کیا ہیں کہ یہی دلیر وباہمت سردار ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا اپنے رب سے راز ونیاز میں مصروف ہے، چشم گریاں، قلب لرزاں، زبان پر الفاظ کچھ اس طرح کے امنڈ امنڈ کر آرہے ہیں: ’’الٰہی گر تو نے ان مٹھی بھر بندوں کو ہلاک کر دیا تو پھر اس زمین میں تیری بندگی کبھی نہ ہوگی، الٰہی تو نے وعدہ امداد کا مجھ سے کیا ہے تو اسے پورا فرما، الٰہی تیری ہی مدد کی درخواست ہے۔‘‘ تاریخ کا ورق ذرا سا اور الٹئے، سال ہجری اب ۵/ ہے اور مہینہ ذیقعدہ کا یکبارگی سارے دشمنوں نے مل کر حریف پر چڑھائی کی ٹھان لی، قریش خود بھی زور وطاقت میں کیا کم تھے، اور پھر ان سب کی کمک پر قوم یہود، اس ٹڈی دل نے آکر شہر مدینہ اور اس کے گرد ونواح کو گھیرے میں لے لیا، مقابلہ کے لئے مسلمانوں نے یہ ٹھانی کہ شہر سے باہر نکل کر اردگرد ایک خندق کھودی جائے، خندق جنگی اغراض کے لئے باقاعدہ کھدنے کی یہاں مشق ومہارت کس کو تھی، کام رسول کی رہنمائی میں شروع ہوا اور بغیر کسی سفر بنا پلٹن کی امداد کے، کام آپ نے یوں کرایا کہ جیسے کوئی ماہر فن انجینئر اور اب حال یہ ہے کہ خود بھی کدال اور پھاوڑا ہاتھ میں لے کر دوسروں ہی کی طرح کھدائی کر رہے ہیں، جاں نثار صحابی کی نہیں نہیں کے باوجود پورا شہر محاصرہ میں، باہر سے رسد کی آمد بند قحط کی سی صورت نمودار ہوگئی، بھوک سے نڈھال صحابیوں نے پیٹ پر پتھر باندھ لئے اور اب جو دیکھا تو ان سے زیادہ فاقہ کشی کا عالم خود سرور دو عالمؐ پر طاری ہے، شکم مبارک پر ایک پتھر کے بجائے دو دو پتھر بندھے ہوئے ہیں۔

دیکھ لیا آپ نے، دنیا کی کس فوج کا سالار اپنے ادنیٰ ادنیٰ سپاہیوں کے ساتھ عمل میں مساوات اختیار کرے گا، اور مساوات کیسی، یہاں تو صورت سپاہیوں سے بازی لے جانے کی رہی، جو حکمرانوں میں سب سے زیادہ عادل اور داناؤں کی صفوں میں سب سے بڑا عاقل اور عالموں میں سب سے بڑا فاضل تھا، وہ مزدوروں کی قطار میں شامل ہو کر بھی ایک فرد کامل نکلا۔

پاک وپاکیزہ مبارک ومتبرک زندگی کا لب ولباب یا عطر جو کہئے ان ہی دو ایک جھلکیوں میں کھینچ آیا، ان کی طرح کرنے پر آیئے یا واقعات کو تفصیل سے ایک ایک کر کے گنایئے تو منٹ اور گھنٹے کیسے، ساری رات تمام ہوجائے اور یہ ذکر جمیل تقریبا بھی تمام ہونے کو نہ آئے، اللہ کا حق سب سے زیادہ ادا کرنے والا، اللہ کی محبت میں رگ رگ سے غرق رہنے والا، اللہ کے بندوں میں سے ایک ایک کا حق پہنچانے والا ہر مظلوم کا ہمدرد ہر غمگین کا غمگسار، عاجز درماندہ کا دستگیر اس دنیا کو خیر وبرکت سے منور کرنے کو مدینہ کی سرزمین سے اپنے مالک ومولا کے حضور میں روانہ ہوگیا، عمر سنہ قمری کے حساب سے ۶۳ سال کی پائی۔

نبوت کے حصہ میں کل ۲۳/ سال کی مدت آئی اور اس میں بھی ۱۳/ سال کا زمانہ دعوت وموعظت اور ایک بڑی ہی ضدی اور سرکش قوم کی طرف سے مخالفت کی نذر ہوگیا، مسلمان تو خیر اس ذات کو وسیلۂ نجات سمجھتے ہی ہیں اور اس شان میں: بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کا کلمہ پڑھتے رہتے ہیں۔ باقی اس کی امارت ودیانت، عفت، کرامت، شرافت، حسن اخلاق فہم وفراست، تدبیر، وجود سخا دلیری، مردانگی کی گواہی جس طرح پچھلے منکروں نے دی، اسی طرح آج یورپ وامریکہ کے بڑے بڑے فاضل وعاقل دیتے چلے آرہے ہیں اور اس کے نعت گویوں کی فہرست میں دس بیس سو پچاس: بلکہ سیکڑوں ہندوؤں کے نام نظر آتے ہیں، اس کے نام کی پکار آج ساڑھے تیرہ سو سال سے ہر روز پانچ پانچ بار دنیا کے گوشے گوشے سے ہوتی چلی آرہی ہے، وہ کل دس سال کی ننھی سی مدت میں دنیا میں عظیم ترین انقلاب برپا کر گیا، اپنے پیچھے ایک منظّم حکومت ۱۲/ لاکھ میل مربع پر چھوڑ گیا اور وہ بھی لاکھوں انسانوں کے قتل کے بعد نہیں، ہزار ہا جانیں لینے کے بعد نہیں؛ بلکہ حیرت کے کانوں سے سنئے کہ اس کی ساری لڑائیوں میں دوست دشمن سب ملا کر کل جمع ایک ہزار اٹھارہ انسان کام آئے، دو سو انسٹھ اپنے اور سات سو انسٹھ دشمن۔

انسائیکلو پیڈیا برنا ٹیکا گیارہویں صدی ایڈیشن کا بیان ہے کہ دنیا کی مذہبی شخصیتوں میں سب سے بڑھ کر کامیاب شخصیت وہی گزری ہے اور اس کی لائی ہوئی کتاب قرآن مجید کی بابت انسائیکلو پیڈیا کی گواہی ہے کہ روئے زمین پر سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب یہی ہے۔

’’اس کے نام کی پکار آج ساڑھے تیرہ سو سال سے ہر روز پانچ پانچ بار دنیا کے گوشے گوشے سے ہوتی چلی آرہی ہے، وہ کل دس سال کی ننھی سی مدت میں دنیا میں عظیم ترین انقلاب بر پا کر گیا، اپنے پیچھے ایک منظم حکومت ۱۲/ لاکھ مربع میل پر چھوڑ گیا اور وہ بھی لاکھوں انسانوں کے قتل کے بعد نہیں، ہزارھا جانیں لینے کے بعد نہیں بلکه حیرت کے کانوں سے سنئے که اس کی ساری لڑائیوں میں دوست دشمن سب ملا کر کل جمع ایک ہزار اٹھارہ انسان کام آئے اور دو سو انسٹھ اپنے سات سو انسٹھ دشمن۔‘‘

اچھی باتیں

’’لوہا کبھی خراب نہیں ہوتا، وہ ہمیشہ اپنے ہی زنگ سے برباد ہوتا ہے اسی طرح انسان کو کوئی برباد نہیں کرسکتا، اس کی سوچ اور دوسروں سے امیدیں ہی اسے برباد کرتی ہیں ☆ ہر شخص کو آپ راضی نہیں رکھ سکتے باضمیر، سچے اور با اصول لوگوں سے اکثر لوگ ناراض اور ناخوش رہا کرتے ہیں ☆ کسی کی بدتمیزی سے مت گھبرائیں وہ بس اپنا تعارف کرواتے ہیں، سمجھداری اس میں ہے کہ آپ انہیں پہچان کر آگے چل دیں ☆ دشمن بنانے کے لیے حد تک نہیں آپ کسی سے لڑائی کریں، بس حق اور سچ پوچھیں بے شمار دشمن آپ کو اپنے خاندان میں ہی مل جائیں گے۔

(حاصل مطالعہ ومشاہدہ)

بلا تبصرہ

’’ہندوستان میں جمہوریت پر خطرات لاحق ہیں تو اس کا ذمہ دار برسر اقتدار طبقہ ہے، اس سے زیادہ ملک کا الیکٹرانک میڈیا ہے، جس نے صحافت کے اصول ہی بدل کر رکھ ڈالے ہیں، اس کی بنیادی ذمہ داری حکومت کے کاموں پر نظر رکھنا اور سرکار کی جواب دہی طے کرنی تھی، مگر اس نے حکومت کا حامی بننے اور اپوزیشن کو کٹھرے میں کھڑا کرنے کی عجیب وغریب روایت قائم کی، ٹی آر پی کے لئے سماج میں اس قدر منافرت پھیلائی کہ سپریم کورٹ کو بھی کہنا پڑا کہ آزادی اظہار رائے کے حق کا استحصال ہو رہا ہے۔‘‘

(انقلاب ۱۱/ اکتوبر ۲۰۲۰ء)

اللہ کی باتیں ، رسول اللہ کی باتیں

نامۂ اعمال

اس دن کو یادرکھنا چاہئے جب ہم ہر گروہ کو ان کے پیشواؤں کے ساتھ بلائیں گے، پھر جن کو ان کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، وہ اپنے نامہ اعمال کو خوش ہو کر پڑھیں گے اور ان کے ساتھ ذرہ برابر بھی ناانصافی نہیں ہوگی (بنی اسرائیل:۷۱)

مطلب :۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ اس دن کو یاد کیجئے جب ہم تمام لوگوں کو ان کے اماموں کے نام سے پکاریں گے، یعنی میدان حشر میں ہر شخص کو اس کے مقتدا اور پیشوا کے نام سے پکارا جائیگا اور سب کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے گا، خواہ وہ مقتدا اور پیشوا انبیاء اور ان کے نائب مشائخ وعلماء ہوں یا معصیت کی طرف دعوت دینے والے پیشوا، ہر ایک پیروی کرنے والوں کو الگ الگ جمع فرمائیں گے، جیسے حضرت ابراہیمؑ کے متبعین ایک جگہ، حضرت عیسیٰؑ کے ایک جگہ، حضورؐ کے متبعین ایک جگہ، اس طرح تمام رسولوں کے متبعین ان کے ساتھ ہوں گے، دوسری طرف شیطان کے پیروکار شیطان کے ساتھ کھڑے ہوں گے : ”**وجعلناهم ائمة يدعون إلى النار**“ قرآن مجید نے امام کی تعبیر اختیار کی ہے، جس کے معنی ومفہوم میں بڑی وسعت بھی ہے اور جامعیت بھی، بعض مفسرین نے اس سے دین مراد لیا ہے اور بعض نے ہر زمانے کے دینی پیشوا مراد لیا ہے، کچھ علماء مفسرین کی رائے ہے کہ یہاں امام سے نامہ اعمال مراد ہے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص کو بلایا جائے گا اور اس کا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیدیا جائے گا، وہ اسے پڑھیں گے اور اس میں اپنے اعمال صالحہ کو دیکھ کر نہایت خوش ہوں گے اور ان کے اجر وثواب میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں کی جائے گی، یہ اللہ کا وعدہ ہے: ”**ولا يظلمون شيئاً**“ کہ عدل وانصاف والے اللہ کی جانب سے ان پر قطعی ظلم نہیں ہوگا، صاحب معارف القرآن نے لکھا کہ نامہ اعمال داہنے یا بائیں ہاتھ میں دئے جانے کی کیفیت بعض احادیث میں ہے کہ سب نامہ اعمال عرش کے نیچے جمع ہوں گے، پھر ایک ہوا چلے گی جو سب کو اڑا کر لوگوں کے ہاتھ میں پہونچا دے گی، کسی کے دائیں ہاتھ میں کسی کے بائیں ہاتھ میں۔ یہ تفسیر تو مفسروں نے بیان کی ہے، لیکن اگر لفظ امام سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ظاہری طور پر پنج وقتہ نمازوں کی امامت کرنے والے اصحاب مراد لے لیں تو اس سے امام کی عظمت وبلندی اور ان کا وقار واعتبار ظاہر ہوتا ہے، جس کو آج ہمارے معاشرہ میں کمتر درجہ سمجھا جاتا ہے، حالانکہ وہ قیامت کے دن رفعت والے ہوں گے، ائمہ کرام بھی اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں اور منصب امامت جو ایک عظیم امانت اور مقدس ذمہ داری ہے اس کو عبادت اور دین وملت کی خدمت سمجھ کر انجام دیں۔

(مولانا رضوان احمد ندوی)

عفت وعصمت کی حفاظت

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی بڑی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ایک دفعہ باریک کپڑوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو چہرہ اور ہتھیلیوں کے سوا اس کے جسم کا کوئی اور حصہ دیکھنا جائز نہیں (ابوداؤد شریف، کتاب اللباس)۔

وضاحت:۔ اسلام نے مرد وزن کو ہر حال میں اپنی عفت وعصمت کی حفاظت کرنے کی تاکید کی اور اس کو شرافت انسانی اور اخلاقی محاسن کا جزوتصور کیا، چنانچہ کتاب وسنت میں پاکباز لوگوں کی تعریف وتحسین کی گئی، خاص کر عورتوں کی عصمت کے بیان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”**حفظت للغيب**“ اپنے شوہروں کی غیر حاضری میں اپنی عزت وآبرو کی پوری حفاظت کرتی ہیں اور جو عورتیں عریانیت وفحاشی کرتی ہیں، ان کے لئے سخت وعید بیان کی گئی ہے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت اپنے شوہر کے مکان کے علاوہ کسی اور جگہ اپنے کپڑوں کو اتارتی ہے وہ اپنے اور اپنے رب کے درمیان تعلق کو توڑتی ہے (مسند احمد) چونکہ اللہ نے عورتوں کے جسم میں مردوں کے لئے ایک فطری کشش رکھی ہے اس لئے حکم ہے کہ جب مسلمان عورتیں گھر سے باہر نکلیں تو اپنے کو ایک چادر سے ڈھانپ لیں تاکہ ان کی زیبائش وآرائش کا ہر نقش راہ گیروں کی آنکھوں سے اوجھل رہے اور یہ پہچان رہے کہ یہ عزت والی شریف عورتیں ہیں، ان کو چھیڑنا تو کجا ان کی طرف نظر بھر کر دیکھنا بھی گناہ ہے، اس طرح شریعت نے بے حیائی وبدکاری اور معصیت سے بچنے کے لئے دور دور تک پہرے بٹھائے، مثلاً نگاہیں نیچی رکھیں، غیروں کو اپنے اندر کے بناؤ وسنگار نہ دکھائیں، اپنے زیوروں کے جھنکار کسی کو نہ سنائیں، باہر نکلیں تو سارے جسم پر پردہ ڈال کر نکلیں اور جو لباس وہ اپنے گھروں میں اپنے محرموں کے سامنے پہنیں وہ اتنا چست نہ ہو کہ اس کے ذریعہ جسم کے نشیب وفراز اس میں سے نمایاں ہو جائیں اور وہ لباس اتنا باریک نہ ہو کہ اس سے جسم جھلکے، ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”**رب كاسية في الدنيا عارية في الآخرة**“ بہت سی عورتیں ایسی ہیں جو دنیا میں لباس پہنتی ہیں لیکن وہ آخرت میں برہنہ ہوں گی، مفتی تقی عثمانی صاحب نے لکھا ہے کہ قرآن مجید نے لباس کے دو مقصد بیان کئے ہیں ایک یہ کہ وہ تمہارے ستر کو چھپائے اور دوسرے یہ کہ وہ تمہارے لئے زینت کا سبب ہو، آج کی دنیا میں لباس کا پہلا مقصد ختم ہو رہا ہے، وہ چست لباس جس سے انسان کا ستر ظاہر ہو وہ لباس شرعی اعتبار سے لباس کے اصل مقصد کو فوت کر دیا ہے اسلئے ایسا لباس پہننا جائز نہیں، بہرحال شریعت نے عورت کو پہلا حکم یہ دیا ہے کہ ایسا چست اور ایسا تنگ وباریک لباس نہ پہنے جس سے اس کا جسم جھلکے، اسلئے کہ سوائے چہرے اور ہاتھوں کے پورا جسم عورت کا ستر قرار دیا گیا۔ اس لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو پردہ کرنے کا حکم دیا۔

دینی مسائل

(مفتی محمد احتکام الحق قاسمی)

نماز میں قبلہ کی حیثیت

نماز میں قبلہ کی شرعاً کیا حیثیت ہے، اگر کوئی آدمی جان بوجھ کر قبلہ کے علاوہ کسی دوسرے سمت میں رخ کر کے نماز پڑھ لے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب وبالله التوفيق

نماز میں استقبال قبلہ شرط ہے، اللہ پاک کا ارشاد ہے: ”**وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَاكُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهُ**“ (سورۃ البقرۃ:۱۵۰)
(اے نبی) آپ جہاں بھی جائیں نماز میں اپنا رخ مسجد حرام ہی کی طرف رکھیں اور (مسلمانو!) تم بھی جہاں کہیں رہو نماز میں اپنا رخ مسجد حرام ہی کی طرف رکھو۔
لہذا عام حالات میں قبلہ سے انحراف درست نہیں ہے، اگر کسی نے جان بوجھ کر بغیر کسی عذر شرعی کسی اور سمت کا رخ کر کے نماز پڑھی تو شرعاً نماز نہیں ہوئی، اعادہ لازم ہے۔
”**لايجوز لأحد اداء فريضة ولانافلة ولاسجدة تلاوة ولاصلوة جنازة الا متوجها إلى القبلة كذا في السراج الوهاج**“ (الفتاوى الهندية ۱/۶۳) .
فإن صلى منحرفا عن الكعبة غير مواجهة لشيء منها لم يجز، لأنه ترك التوجه إلى قبلته مع القدرة عليه وشرائط الصلوة لاتسقط من غير عذر“ (بدائع الصنائع ۱/۳۱۲)

قبلہ مشتبہ ہو جائے تو کیا کرے

سفر میں عام طور پر قبلہ کے بارے میں شبہ ہو جاتا ہے، صحیح سمت کا پتہ نہیں چلتا ہے، ایسی صورت میں نماز کی ادائیگی کی کیا شکل ہوگی؟

الجواب وبالله التوفيق

اگر سفر میں سمت قبلہ کا صحیح اندازہ نہ ہو سکے اور گرد وپیش میں کوئی بتانے والا موجود ہو تو اس سے دریافت کر لے اور اگر کوئی بتانے والا نہ ہو تو خود غور وفکر کرے اور جس طرف طبیعت کا رجحان ہو اسی طرف رخ کر کے نماز پڑھ لے نماز ہو جائے گی۔
”**وإن كان عاجزاً لسبب الاشتباه وهو أن يكون في المفازة في ليلة مظلمة أو لاعلم له بالامارات الدالة على القبلة فإن كان بحضرته من يسأله عنها لايجوز له التحرى لما قلنا بل يجب عليه السوال...... وان لم يكن بحضرته احد جاز له التحرى...... فتجوز له الصلاة بالتحرى لقوله تعالى: فَأَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ**“ (بدائع الصنائع ۱/۳۰۹، ۳۱۰)

نماز کے بعد قبلہ رخ کی غلطی کا علم ہوا

تحری کر کے نماز ادا کی ابھی سلام پھیرا ہی تھا کہ ایک صاحب نے کہا کہ آپ نے غلط رخ کر کے نماز ادا کی قبلہ دوسری جانب ہے، ایسی صورت میں پھر سے نماز پڑھنی ہوگی یا ہو گئی؟

الجواب وبالله التوفيق

صورت مسئولہ میں جبکہ نماز شروع کرنے سے پہلے کوئی بتانے والا نہیں تھا اور خود غور وفکر کر کے اپنی طبیعت کے رجحان کے مطابق نماز ادا کر لی تو نماز ہو گئی، بعد میں غلطی کا علم ہونے سے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے: ”**وإن اشتبهت عليه القبلة وليس بحضرته من يسأله عنها اجتهد وصلى فإن علم أنه أخطأ بعد ما صلى لايعيدها**“ (الفتاوی الہندیہ:۱/۶۴)۔

تحری کے بغیر غلط رخ میں پڑھی گئی نماز کا حکم

ایک صاحب نے عشاء کی نماز اُتّر رخ کر کے پڑھ لی اس وجہ سے کہ اس کو یقین تھا کہ پچھّم ادھر ہی ہے، اسی یقین کی وجہ سے اس نے نہ تو کسی سے پوچھنے کی ضرورت محسوس کی اور نہ ہی تحری کی، نماز کے بعد غلطی کا علم ہوا تو ایسی صورت میں نماز کا اعادہ ضروری ہوگا یا نہیں، اگر غلطی کا علم نہیں ہوتا تو نماز صحیح ہوتی اور وہ ذمہ سے سبکدوش ہوتے ہوتا یا نہیں؟

الجواب وبالله التوفيق

صورت مسئولہ میں شخص مذکور کو نماز کے بعد اگر اپنی غلطی کا علم نہیں ہوتا تو نماز شرعاً صحیح ودرست ہوتی اور وہ ذمہ سے سبکدوش ہو جاتا، لیکن جب اپنی غلطی کا علم ہو گیا خواہ کسی کے بتانے کے ذریعہ ہو یا خود مشاہدہ کے ذریعہ تو ایسی صورت میں اس کی نماز نہیں ہوئی، اعادہ ضروری ہے۔ جیسے کسی نے لاعلمی میں ناپاک کپڑے میں نماز پڑھی اور بعد میں کپڑے کی ناپاکی کا علم ہوا تو نماز کا اعادہ ضروری ہے۔
”**أما إذا لم يخطر بباله شيء ولم يشك وصلى إلى جهة من الجهات فالأصل هو الجواز...... لأن التحرى لايجب عليه إذا لم يكن شاكا، فإذا مضى على هذه الحالة ولم يخطر بباله شيء صارت الجهة التى صلى إليها قبلة له ظاهرا، فإن ظهر أنها جهة الكعبة تقرر الجواز**“
”**فأما إذا ظهر خطأه بيقين بأن انجلى الظلام وتبين أنه صلى إلى غير جهة الكعبة أو تحرى ووقع تحريه على غير الجهة التى صلى إليها، إن كان بعد الفراغ من الصلوة يعيد وان كان في الصلوة يستقبل لأن ماجعل حجة بشرط عدم الاقوى يبطل عند وجوده كالاجتهاد إذا ظهر نص بخلافه**
(بدائع الصنائع ۱/۳۱۰)

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف

پھلواری شریف

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 41 مورخہ یکم ربیع الاول ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۹/ا کتوبر ۲۰۲۰ء روز سوموار

ماہ ربیع الاول- کچھ کر گذریئے

ربیع الاول وہ مہینہ ہے جس میں رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، محبوب رب العالمین، ضعیفوں کے ماویٰ، یتیموں کے ملجا، مظلوموں کے خیر خواہ اور حقوق انسانی، سماجی مساوات، تحفظ ماحولیات کے سب سے بڑے داعی تشریف لائے، یہ مژدہ تھا دکھی انسانیت کے لئے، ابر رحمت تھا، کائنات کے لئے، تمہید تھی خدائے واحد کی پرستش کی، اس لئے مسلمان اس مہینے میں مسرت کے اظہار کے لئے جلوس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نکالتے ہیں اور یوم بانی اسلام مناتے ہیں جو شرعی ہدایات کے مطابق نہیں ہوا کرتیں، مختلف جگہوں پر ذکر نبی کی مجلسیں منعقد ہوتی ہیں اور مسلمان اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کرتے ہیں، بارہ ربیع الاول گذرا اور پھر عام لوگ بھول جاتے ہیں کہ اظہار محبت وعقیدت کے تقاضے کچھ اور ہیں، سیرت پاک کا مطالبہ ہم سے کچھ اور بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی کو اسوۂ رسول کے مطابق بنائیں، اللہ سے محبت کا تقاضہ اور آپ کی حیات مبارکہ کو نمونۂ عمل بنانے کا خلاصہ بھی یہی ہے، لیکن آج صورت حال بہت عجیب ہے، واقعہ یہ ہے کہ ہماری واقفیت سیرت پاک سے بہت کم ہے، مدارس کے علماء، طلبہ کی بات نہیں، عام مسلمانوں کی بات ہے، اس موقع سے اگر ہم جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ نماز میں درود وسلام اور مجلس میلاد میں درود شریف پڑھنے کے علاوہ پورے سال ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا اہتمام نہیں کیا، حالانکہ درود شریف پڑھنے کا حکم تو قرآن کریم میں مذکور ہے کہ اللہ رحمت بھیجتے ہیں، اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں، اے ایمان والو تم بھی درود وسلام پڑھو، اس حکم کی بنا پر جتنا اہتمام درود شریف کا کرنا چاہئے اور ہر دن کرنا چاہئے، اس کا کوئی حصہ ہماری زندگی میں نہیں پایا جاتا، ہر آدمی اپنے گریباں میں منہ ڈال کر دیکھے کہ اس نے پورے سال کتنی بار درود شریف پڑھا، لطیفہ یہ ہے کہ درود شریف پڑھنے کا اہتمام نہیں ہے، لیکن درود شریف پڑھنے کے طریقے پر جھگڑے ہو رہے ہیں، یہی حال سیرت پاک سے ہماری واقفیت کا ہے، اس معاملے میں ہماری معلومات سطحی، ناقص اور نامکمل ہے، کیوں کہ ہم نے سیرت النبی پر باقاعدہ کسی کتاب کا مطالعہ نہیں کیا، ہمارے بچے جس اسکول اور کنونٹ میں پڑھتے ہیں، وہاں مطالعۂ سیرت کا کوئی موقع نہیں ہے، اس لئے اگر کوئی بچہ ناواقف ہے تو غلطی اس کی نہیں ہے، ہماری ہے کہ ہم نے اسے سیرت کے مطالعہ کا موقع نہیں دیا، ہم نے بہت سارے موضوعات پر مقابلے کے لئے اسے تیار کیا، لیکن تاریخ اسلام اور سیرت پاک کی واقفیت اس کے پاس واجبی بھی نہیں ہے، دن رات ہم پتہ نہیں کس کس سے چیٹنگ کرتے رہتے ہیں، سوشل سائٹس کے ذریعہ کتنا سارا وقت غیر ضروری، بلکہ نامناسب مکالموں میں گذار دیتے ہیں، کیسی کیسی تصویریں لوگوں کو بھیجتے رہتے ہیں؛ لیکن کیا ہم نے یہ سوچا اور اس کی کوشش کی کہ اس سہولت کو ہم سیرت پاک کے واقعات کو عام کرنے کے لئے استعمال کریں گے، چند احادیث کا انتخاب کرکے اپنے کسی دوست کو بھی بھیجا کہ یہ دیکھو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اچھا انسان وہ ہے جو لوگوں کے لئے نفع بخش ہو، اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے ظالم ہو یا مظلوم، ظالم کی مدد یہ ہے کہ اسے ظلم سے روک دو، مظلوم کی مدد یہ ہے کہ اس کا حق دلا کر دم لو، یا پھر یہ حدیث پاک کہ تم میں اچھا وہ ہے، جو اپنے اہل وعیال کے لئے اچھا ہو اور میں اپنے اہل وعیال کے لئے تم میں سب سے بہتر ہوں، ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے محبوب وہ ہے جو اس کے کنبے کے ساتھ بہتر سلوک کرے، جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہے اللہ اس کی مدد میں رہے گا، جو شخص دوسرے کے ساتھ رحم کا برتاؤ نہیں کرتا، اللہ بھی اس پر رحم نہیں کرتا، وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا، جس کا پڑوسی اس کی ایذا سے محفوظ نہ ہو، حلال کمائی کی تلاش بھی ایک اہم فریضہ ہے، بے بنیاد باتوں پر کان نہ لگاؤ، دوسروں کے عیب نہ تلاشو، آپس میں بغض نہ رکھو، آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو، جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔ اس قسم کی کتنی احادیث ذخیرہ میں مل جائیں گی، اگر آپ نے پانچ پانچ لوگوں تک ان احادیث کو پہونچانے کا اہتمام کرلیا اور اس میں اپنے غیر مسلم بھائیوں کو بھی شریک کرلیا تو سوچئے کتنا بڑا علمی انقلاب آجائے گا اور کس قدر غلط فہمیاں دور ہوں گی، اس لئے طے کیجئے کہ ہر روز درود شریف کا ورد کثرت سے کریں گے، اس ماہ مبارک میں سیرت پر کم از کم ایک کتاب کا مکمل مطالعہ کریں گے، جو پڑھنا نہیں جانتے ہیں، انہیں پڑھ کر سنائیں گے، اس کے لئے آپ ’’رحمت عالم، سیرت النبی، سیرت المصطفی، اصح السیر، نبی رحمت، سیرت ابن اسحاق، الرحیق المختوم، سیرت بن ہشام، سیرت حلبیہ وغیرہ کا انتخاب کرسکتے ہیں، سوشل سائنٹس کا پورے مہینہ روزانہ سیرت پاک اور تعلیمات نبوی کو عام کرنے کے لئے استعمال کریں گے، روزانہ اس کام کے لئے اپنے دوستوں کو، متعلقین کو اور گروپ کے شرکاء کو میسج بھیجا کریں گے، ائمہ کرام جمعہ کے خطبوں میں سیرت نبوی کی عصر حاضر میں معنویت کے حوالہ سے مصلیان کے سامنے تقریر کریں گے اور انہیں عمل پر ابھاریں گے، جو لوگ اخبارات ورسائل کے مدیران ہیں وہ اس مہم کو انجام دینے میں اپنی پوری حصہ داری نبھائیں گے، روزانہ سیرت پاک کے کسی گوشے پر معیاری اور معلوماتی مضامین شائع کریں گے، ہر علاقہ میں سیرت پاک کو عام کرنے کے لئے چھوٹے بڑے جلسے کریں گے اور اس میں غیر مسلم بھائیوں کو بھی شریک کریں گے جو سلجھے ہوئے لوگ ہیں اور غیر مسلموں میں جن کی معلومات سطحی نہیں ہے، انہیں بولنے کے لئے مدعو کریں گے، ہندی زبان میں اسلامک لٹریچر خصوصا سیرت پاک پر کتابیں لوگوں تک پہونچائیں گے؛ تاکہ صحیح معلومات لوگوں تک پہنچ سکے۔ ہم انہیں بتائیں گے کہ جان ومال، عزت وآبرو اور عورتوں کے حقوق کے تحفظ کا جیسا انتظام آپ کی تعلیمات میں ہے اور پرامن بقاء باہم کے جو اصول آپ نے دیئے ہیں، اس کی نظیر کسی اور مذہب میں نہیں ملتی۔ اسکول ومدارس کنونٹ میں سیرت کوئز کے مقابلے منعقد کریں گے تاکہ اس حوالے سے بچوں کی واقفیت سیرت پاک سے ہوجائے، ان کی حوصلہ افزائی کے لئے تشجیعی انعامات دیں سے، ان مقابلوں میں دوسرے اسکول اور اداروں کے بچوں کو بھی شریک کیا جاسکتا ہے، مذہب کی بھی کوئی قید نہیں رکھی جائے ،اسٹیکر اور چھوٹے چھوٹے پمفلٹ چھپوا کر تقسیم کرنے کا عمل بھی مفید ثابت ہوسکتا ہے، ہم کن کن ناموں پر ہفتہ وار تحریک چلاتے ہیں سیرت پاک پر ماہانہ تحریک چلایئے اور گھر گھر پیغام پہونچایئے، بغیر جانے ہوئے عمل کرنا کسی طرح ممکن نہیں، پہلے جانئے پھر اپنی زندگی کو سیرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ڈھالئے یہ مسلمانوں کا شرعی، ایمانی، دینی اور مذہبی تقاضہ ہے۔

ٹی آر پی کی چوری

مختلف اشیاء کی چوری عام سی بات ہے زمانہ دراز سے یہ سلسلہ چلا آرہا ہے، لیکن اس جدید دور میں چوری کا ایک نیا واقعہ سامنے آیا ہے، یہ ہے ٹی آر پی (Target Rating Point) کی چوری۔ یہ ایک طریقہ پیمائش ہے، جس سے ٹی وی والے یہ اندازہ لگاتے ہیں کہ کون پروگرام کس قدر مقبول ہے، مقبولیت کے اسی گراف سے عوام کی عمومی سوچ، رجحان اور اشتہارات کی قیمتیں طے کی جاتی ہیں، ریڈیو والے سامعین اور اخبارات والے قارئین کی تعداد کا اندازہ لگانے کے لیے حاضرین اور قارئین کی نمائش بھی انٹرنیٹ کے ذریعہ کرتے ہیں۔ حالیہ دنوں میں ٹی وی والوں نے تبلیغی جماعت اور سوشانت سنگھ راجپوت کی خودکشی کا استعمال ٹی آر پی بڑھانے ہی کے لیے کیا تھا، ممبئی پولیس نے ٹی آر پی بڑھانے کے جعلی طریقوں کا انکشاف کیا ہے، اس فہرست میں مشہور زمانہ بدزبان اور فرقہ پرست اینکر ارنب گوسوامی کے ری پبلک ٹی وی چینل کا بھی نام ہے، اسی بدزبان نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ پر گستاخانہ کلمات کہے تھے، ارنب گوسوامی نے بی اے آر سی (براڈ کاسٹنگ شائقین ریسرچ کونسل) جو بھارت میں ٹی وی چینلز کے لیے ہفتہ وار ریٹنگ پوائنٹس جاری کرتا ہے، اور مختلف ٹی وی دیکھنے والوں کے یہاں آلات نصب کرتا ہے۔ آلات کو خراب کرکے اپنا ٹی آر پی بڑھالیا تاکہ وہ معاصر ٹی وی چینلوں پر سبقت کا دعویٰ کرسکے، یہی حرکت فخت مراٹھی باکس سینما نے بھی کیا ہے، ان دونوں کے مالکان کی گرفتاری عمل میں آچکی ہے، جبکہ ری پبلک ٹی وی سے اس چوری پر جواب طلب کیا گیا ہے، اس نازیبا حرکت پر دھوکہ دہی کا مقدمہ چل سکتا ہے اور گرفتاری کی جاسکتی ہے، اگر ایسا ہوتا ہے تو ارنب گوسوامی کو اپنے کیے کی سزا بھگتنی پڑے گی وہ اگر اب تک بچ رہا ہے تو حکومت کے ساتھ اس کی قربت ہے ورنہ فخت اور باکس کی طرح اس کی گرفتاری کب کی عمل میں آچکی ہوتی، چوری کی اس واردات کے بعد بی آر اے سی نے ٹی وی چینلوں کی ٹی آر پی تین مہینوں کے لئے منسوخ کردیا ہے۔

سپریم کورٹ کی پھٹکار

کورونا مرض کے پھیلاؤ کے ابتدائی دور میں گودی میڈیا نے فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو ختم کرنے کے لیے جو مہم چلائی تھی اور تبلیغی جماعت کو نشانہ بنا کر پورے ملک میں مسلمانوں کے خلاف جو نفرت کی آگ لگائی تھی، سپریم کورٹ نے اس پر سخت رخ اپنا کر گودی میڈیا اور حکومت کو سخت پھٹکار لگائی اور چیف جسٹس ایس اے بوبڑے، جسٹس اے این بوپنا اور جسٹس بی سبرامنیم کی سہ رخی بینچ نے یہاں تک کہہ دیا کہ اظہار رائے کی آزادی کا اس دور میں سب سے زیادہ غلط استعمال ہوا ہے، سپریم کورٹ نے جونیر افسر کے ذریعہ حلف نامہ داخل کرنے پر سالیٹر جنرل تشار مہتہ سے اپنی ناراضگی جتائی اور حلف نامہ کے غلط اندراج پر اپنی خفگی کا اظہار کیا اور اگلی پیشی میں اعلیٰ افسر کے ذریعہ صحیح حلف نامہ داخل کرنے کا حکم دیا۔ معاملہ گودی میڈیا کا ہے، مقدمہ ان ٹی وی چینلوں پر ہے جنہوں نے تبلیغی جماعت کے ارکان اور مسلمانوں کو کورونا بم اور کورونا جہادی جیسے الفاظ کہہ کر پورے ملک میں نفرت پھیلانے کا کام کیا، لیکن اس پورے معاملہ میں مرکزی حکومت نے جو رویہ اختیار کیا اور جس طرح حلف نامہ داخل کیا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ میڈیا نے جو کچھ کیا وہ حکومت کی شہہ پر کیا، اسی لیے حکومت اسے بچانے کے لیے جانبدارانہ انداز میں کام کررہی ہے، حکومت کے اس رویہ سے ہندوستان کے عام شہری یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ یہ سارا کچھ مسلمانوں کے خلاف ایک سوچی سمجھی سازش تھی، مرکز نے اس پورے معاملہ کو اظہار رائے کی آزادی سے جوڑ کر یک طرفہ بیان دیا او عدالت کو بتایا کہ تبلیغی مرکز کے بارے میں زیادہ تر رپورٹنگ غلط نہیں تھی، قارئین کو یاد ہوگا کہ ان دنوں کورونا بلٹین میں مرکز کے ذریعہ متاثرین کی تعداد حکومتی سطح پر بھی الگ سے بتائی جانے لگی تھی، جسے بعد مین دہلی اقلیتی کمیشن کی دخل اندازی کے بعد ختم کیا گیا۔

آن لائن تعلیم کی مارکیٹنگ

پوری دنیا میں تعلیمی مراکز اسکول، کالجز اور مدارس دینیہ کے بند ہونے کی وجہ سے آن لائن تعلیم کی تجارت نے کافی زور پکڑلیا ہے، تعلیم وتدریس کے لیے بنائے گئے ایپس میں سرمایہ کاری میں تین گنا اضافہ ہوا ہے، ایک رپورٹ کے مطابق ستمبر تک ان ایپس میں ایک ارب چوراسی کروڑ ڈالر کی سرمایہ کاری کی گئی، نیلسن بارک کے مطابق تعلیمی ایپس پر طلبہ کے اوقات صرف کرنے کی مدت میں تیس فی صد کا اضافہ ہوا ہے، بائے جو ایپ پر ابتدائی چار سالوں میں اس کے مفت صارفین کی تعداد چار کروڑ تھی، لیکن گذشتہ پانچ ماہ میں اس ایپس سے تین کروڑ طلبہ وطالبات جڑ گیے ہیں، جن میں سے پینتالیس لاکھ طلبہ وطالبات وہ ہیں، جنہوں نے بڑی رقمیں دے کر سالانہ پیکیج کی خریداری کی ہے، پچاسی فی صد طلبہ سالانہ تجدید بھی کروا رہے ہیں۔ ایک دوسرا تعلیمی ایپ ان اکیڈمی ہے، اس کے صارفین کی تعداد تین کروڑ ہے اور طلبہ ماہانہ اس پر ایک ارب منٹ استعمال کرتے ہیں، اسی طرح اسٹپ ایپ پر گذشتہ چھ ماہ میں بارہ لاکھ صارفین کا اضافہ ہوا ہے، یہ ایپ کئی زبانوں میں کام کرتا ہے، ویدائنو ایپ نے لاک ڈاؤن کے زمانہ میں ستائیس لاکھ نئے صارفین بنائے ہیں۔

یہ اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ آن لائن تعلیم کو طلبہ وطالبات نے مجبورا ہی سہی، تیزی سے اپنانا شروع کردیا ہے، بظاہر ایسا لگتا ہے کہ تعلیمی ادارے کھلنے کے بعد بھی آف لائن تعلیم سے طلبہ کی دلچسپی برقرار رہے گی اور بہت ممکن ہے کہ لاک ڈاؤن کے بعد جب تعلیمی اداروں میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع ہو تو دونوں طریقہ رائج ہوجائے، اگر ایسا ہوا تو فاصلاتی تعلیم کی اہمیت ختم ہوجائے گی او اس کی جگہ آن لائن تعلیم کو قبولیت حاصل ہوگی۔

یادوں کے چراغ

قاری صفدر علی ریاضی

: مفتی محمد ثناء الهدیٰ قاسمی

استاذ الاساتذہ قاری صفدر علی ریاضی نے ۹/جولائی ۲۰۲۰ء جمعہ کی شب آٹھ بجے اس دنیا کو الوداع کہا، وہ مدرسہ محبوبیہ چین پور بنگرہ مظفر پور کے سابق استاذ تھے، پندرہ ماہ قبل مولانا عبدالقدیر صاحب نے بقول قاری عبدالوحید ان سے معذرت کرلی تھی، تب سے وہ شمالی ۲۴/ پرگنہ میں اپنے بھتیجہ کے یہاں مقیم تھے، ان کے بھتیجا قاری عبد الوحید صاحب بھی مدرسہ محبوبیہ کے سابق استاذ ہیں، ان دنوں مدرسہ ارشد العلوم چندن نگر ہگلی (مغربی بنگال) میں درس وتدریس سے وابستہ ہیں، قاری صاحب کا زیادہ تر وقت وہیں گذر رہا تھا، چین پور اور مظفر پور سے انہیں قلبی محبت تھی، اس لئے بار بار اپنے بھتیجا سے یہاں لانے کے لئے کہتے خود نابینا تھے اور بڑھاپے کی وجہ سے جسمانی طور سے معذور بھی؛ اس لیے اکیلے سفر نہیں کر سکتے تھے، ان کے بھتیجا نے بتایا کہ انتقال سے دو روز قبل طبیعت بگڑی، غنودگی کا غلبہ تھا، ۷/جولائی بعد نماز مغرب سے بار بار ایک ہی آیت کا ورد کرتے رہے، علی بصیرة انا و من اتبعنی و سبحان الله وماانا من المشرکین، یہ سلسلہ آواز بند ہونے تک جاری رہا، آواز اسی رات بند ہوگئی تھی، جنازہ جمعہ کے دن صبح نو بجکر پندرہ منٹ پر ہوا، ان کی وصیت کے مطابق جنازہ کی نماز قاری عبدالوحید صاحب کی امامت میں ادا کی گئی اور گول گھر قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، ۲۰۰۳ء میں چین پور بنگرہ میں اہلیہ کا انتقال ہو گیا تھا، لاولد تھے پس ماندگان میں صلبی اولاد تو کوئی نہیں؛ البتہ ان کے سینکڑوں شاگرد ہیں جو ان کی معنوی اولاد اور ان کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔

قاری صفدر علی ریاضی بن محمد نظام الدین (م۱۹۸۲ء) بن محمد الٰہی بخش کی پیدائش سرکاری کاغذات کے مطابق یکم جنوری ۱۹۴۵ء میں محلّہ سوگیا پاڑہ تھانہ جگتدل شمالی (نارتھ) ۲۴/ پرگنہ مغربی بنگال میں ہوئی، ۱۹۵۵ء میں ان کے والد نقل مکانی کر کے محلّہ برء پارہ تھانہ جگتدل شمالی (نارتھ) ۲۴/ پرگنہ منتقل ہوگئے تو یہیں بود و باش ہوگئی، ۱۹۶۰ء میں مدرسہ ریاض العلوم ساٹھی مغربی چمپارن سے ابتدائی تعلیم اور حفظ قرآن کی تکمیل کی، یہاں ان کے حفظ کے استاذ حضرت قاری ظہور الحق مرحوم تھے، ۱۹۶۷ء تک اسی ادارے سے کسبِ فیض کرتے رہے، اور اپنی مادر علمی کی مناسبت سے ریاضی اپنے نام کا جزء بنالیا، تجوید کی تعلیم کے لئے دارالعلوم دیوبند ۱۹۶۸ء میں گئے اور دو سال وہاں کے ماہر فن اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور ۱۹۷۰ء میں تجوید کے رموز وفن کے حصول کے بعد فراغت پائی۔

تدریسی زندگی کا آغاز ۱۹۷۱ء میں آزاد مدرسہ ڈھاکہ مشرقی چمپارن سے کیا، اس زمانہ میں مولانا مظہر عالم صاحب دامت برکاتہم خلیفہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی وہیں تدریسی خدمت انجام دے رہے تھے، دونوں میں مزاجی ہم آہنگی تھی، ڈھاکہ کے دوران قیام ۱۹۷۲ء میں ایک بیوہ سے وہیں نکاح کرلیا، جو صالح مزاج کی حامل اور شریعت کی پابند ایک خاتون تھیں، فرائض کا ذکر ہی کیا، نوافل، اشراق، چاشت، تہجد وغیرہ کی نماز بھی نہیں چھوٹتی تھی، آخری عمر میں دماغی طور پر ماؤف ہوگئی تھیں اس کے باوجود نمازوں کے سلسلے میں ان کی حساسیت میں کمی نہیں آئی تھی، خدمت اہلیہ کی زندگی میں بھی قاری عبدالوحید صاحب اور دوسرے شاگرد کیا کرتے تھے تاہم انہیں اہلیہ کی جدائیگی کا بڑا املال تھا اور وہ اپنے کو تنہا محسوس کرنے لگے تھے۔

۱۹۷۵ء میں جب مکھیا اکرام الحق صاحب مرحوم نے زمانہ دراز سے چل رہے مکتب کو مدرسہ کی شکل دینے کا ارادہ کیا تو مولانا محمد داؤد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سابق مہتمم مدرسہ اسلامیہ جامع العلوم مظفر پور نے حضرت مولانا مظہر عالم صاحب مدظلہ کی طرف رہنمائی فرمائی؛ چنانچہ حضرت شیخ کی ایماء سے وہ چین پور بنگرہ چلے آئے، اور قاری صفدر علی صاحب کو بھی آزاد مدرسہ ڈھاکہ سے یہاں منتقل کرلیا، تب سے قاری صاحب ۲۰۱۹ء کے اپریل تک یہاں خدمت انجام دیتے رہے، اس درمیان بڑے نامور شاگرد انہوں نے پیدا کئے جن میں حضرت مولانا ذاکر حسین صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ مدھوبنی، مولانا عبداللہ صاحب ویشالوی، مفتی ثناء اللہ صاحب قاسمی ویشالوی، مولانا اسلام انجم مظفر پوری، مولانا عبدالجبار صاحب مظفر پوری، مولانا محمد اقبال صاحب مظفر پوری، قاری انصار احمد صاحب دربھنگوی، مولانا احتشام صاحب مظفر پوری، مفتی ثناء اللہ صاحب خان پوری، حافظ قمر الہدیٰ و مولانا محمد علی خان پوری، مولانا تاج الہدیٰ صاحب ویشالوی قابل ذکر ہیں۔ وہ اپنے شاگردوں پر عام زندگی میں بڑے شفیق اور سبق، سبقا پارہ اور آموختہ سننے سنانے کے معاملے میں بہت سخت گیر تھے، یہی وجہ ہے کہ ان کے شاگردوں کو اسباق ختم کرنے کے بعد دور کی ضرورت کم پڑا کرتی تھی، میرا اپنے بھتیجہ تاج الہدیٰ کے بارے میں مشاہدہ ہے کہ وہ جتنا سبق پڑھتا تھا رمضان میں اتنے پارے تراویح میں سنا دیا کرتا تھا، آج بھی میرے خاندان میں نصف درجن سے زائد حفاظ کرام ہیں لیکن تاج الہدیٰ کی یادداشت کی بات ہی کچھ اور ہے۔

مولانا عبدالقدیر صاحب نے جب ان کی پیرانہ سالی اور ضعف ونقاہت کی وجہ سے معذرت کرلی تو وہ شعبان میں گھر گئے تو پھر نہیں آئے، اور پندرہ ماہ کے بعد اس دنیا کو ہی الوداع کہہ دیا۔

قاری صفدر علی ریاضی سے میری دید وشنید پرانی تھی، پھر جب میرا بھتیجا عزیزم تاج الہدیٰ حفظ قرآن کے لئے مدرسہ محبوبیہ میں داخل ہوئے تو اس کی وجہ سے میرا آنا جانا وہاں زیادہ ہونے لگا، مولانا مبین الحق تو میرے درسی ساتھی ہی ہیں، مولانا ذاکر حسین صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ شفقت سے پیش آتے تھے، اور قاری صاحب کی محبت ان تمام پر فزوں تھی، دھیرے دھیرے ان سے میری قربت بڑھنے لگی تھی اور ان کی بزرگانہ توجہ مجھے حاصل تھی، انہوں نے پوری زندگی میں مجھے ایک ہی خط لکھا جو میری کتاب ''نامے میرے نام'' میں شامل ہے، اس کے حرف حرف سے ان کی محبت ٹپکتی ہے، اس خط سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل میں میری قدر ومنزلت کس قدر تھی۔ لکھتے ہیں: ''جناب مفتی صاحب میں آپ کے اخلاق سے اس قدر متأثر ہوں جو اپنی کم علمی کے سبب الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا، حالانکہ آپ سے میری چند ملاقاتیں ہیں، پھر بھی دل آپ سے اس قدر لگا ہوا رہتا ہے، جیسا کہ سالہا سال سے خاص مراسم رہے ہوں، آپ کی بلندی مرتبہ اور انتہائی مشغولی سے مجھے بہت خوشی ہوتی ہے، اور دل سے دعا نکلتی ہے کہ باری تعالیٰ مزید علم وعمل کے میدان میں اعلیٰ سے اعلیٰ ترقی عطا فرمائے'' (بقیہ صفحہ ۵/ پر)

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

اہل کتاب اور مسئلہ کفروایمان

مولانا محمد غزالی ندویؒ کی تصنیف اہل کتاب اور مسئلہ کفر وایمان ۶۹/فصول پر مشتمل ہے، پہلی فصل میں موضوع کا تعارف اور اس کی اہمیت وضرورت پر روشنی ڈالی گئی ہے، اس ضمن میں اس کی بھی وضاحت کی گئی ہے کہ اہل کتاب کو مومن اور ناجی کہنے کے پیچھے کیا مقاصد کارفرما ہیں۔

دوسری فصل میں اہل کتاب کے کفر کے اسباب سے بحث کی گئی ہے، جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اہل کتاب صرف اس بنا پر کافر نہیں ہیں کہ وہ اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں رکھتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی کتاب کی اتباع نہیں کرتے؛ بلکہ اس کے ساتھ اور بھی بہت سے اسباب ہیں جن کی وجہ سے وہ کافر ہوتے ہیں، پھر ان اسباب کو تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔

تیسری فصل میں قرآن وحدیث سے اہل کتاب کے کفر کے دلائل دیے گئے ہیں، اس ضمن میں قرآن مجید سے ۳۸/اور احادیث نبویہ سے ۱۰/دلائل پیش کیے گئے ہیں، جن سے ان کے کفر کو ثابت کیا گیا ہے۔

چوتھی فصل میں اہل کتاب کے کفر کے تعلق سے علمائے امت کے اقوال پیش کیے گئے ہیں، اور بتایا گیا ہے کہ ہر دور کے علماء نے متفقہ طور پر اہل کتاب کو کافر قرار دیا ہے۔

پانچویں فصل موجودہ اہل کتاب کو مومن کہنے والوں سے بحث کرتی ہے۔ اس ضمن میں قدیم وجدید دور کے جن لوگوں نے یہود ونصاریٰ کو اہل ایمان میں شمار کیا ہے، ان کے افکار کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔

چھٹی فصل میں توریت وانجیل کی حجیت کے موضوع کو اٹھایا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ بالفرض اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ یہود ونصاریٰ قرآن کی اتباع کی بجائے توریت وانجیل کی پیروی کر سکتے ہیں؛ کیوں کہ اس میں بھی ہدایت اور روشنی کا سامان موجود ہے، تو ایک اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا موجودہ تورات وانجیل اس نوعیت کی ہے کہ وہ اہل کتاب کی رہنمائی کرسکیں؟ ظاہر ہے کہ اس سوال کا جواب پانے کے لیے تورات وانجیل کی استنادی حیثیت اور ان کی حجیت کا جائزہ لینا ضروری تھا، اس لیے مصنف نے یہ فصل قائم کی اور موجودہ تورات وانجیل کی استنادی حیثیت کا جائزہ لے کر ثابت کیا کہ یہ دونوں آج رہنمائی کرنے کے لائق نہیں ہیں، اس لیے قرآن جیسی مستند کتاب کے رہتے ہوئے غیر مستند اور محرف کتابوں پر عمل کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

ساتویں فصل میں ان عیسائی اور یہودی مصنفین کے خیالات کا جائزہ لیا گیا ہے جو اپنے عوام کو اسلام سے باز رکھنے کے لیے، اہل کتاب کو قرآن سے مومن ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن کی رو سے ان کا مذہب بھی بالکل درست ہے۔

آٹھویں فصل میں ان تمام دلائل پر تفصیلی نظر ڈالی گئی ہے، جو اہل کتاب کو مومن ثابت کرنے کے لیے قرآن یا حدیث سے دیے جاتے رہے ہیں، نویں فصل میں اہل کتاب کے ایمان وکفر کے سلسلے میں جو مغالطے دیے جاتے ہیں، ان کا احاطہ کرنے اور عقلی ونقلی دلائل کی روشنی میں ان کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

عام طور پر جب تردیدی موضوعات پر قلم اٹھایا جاتا ہے، تو اعتدال وتوازن کا دامن دست قلم سے چھوٹ جاتا ہے اور شائستہ اسلوب بیان کی بجائے عامیانہ، سوقیانہ اور بسا اوقات تمسخرانہ طرز اختیار کیا جاتا ہے، جس سے نفس کی تسکین تو ہو جاتی ہے؛ لیکن تحریر کی تاثیر وافادیت جاتی رہتی ہے۔ مناظرانہ اور مجادلانہ اسلوب کا منفی اثر قاری پر ضرور پڑتا ہے، اس لیے علمی وتحقیقی کتاب کا اسلوب ہمیشہ علمی اور معروضی ہونا چاہیے؛ تاکہ وہ دلوں پر دستک دے سکے اور مخاطب کو کچھ سوچنے پر مجبور کر سکے۔

اس پہلو سے اگر دیکھا جائے، تو الحمدللہ یہ کتاب علمیت، ادبیت اور معروضیت کا حسین امتزاج رکھتی ہے۔ کتاب جہاں اعتدال وتوازن، متانت وسنجیدگی اور علم وتحقیق کے اعلیٰ معیار پر پوری اترتی ہے، وہیں مصنف کی اسلامی حمیت اور شرافت قلم کا شاندار نمونہ بھی ہے۔ پوری کتاب میں ان کی زبان وقلم سے کوئی نامناسب تعبیر یا ان کے معیار ووقار سے فروتر ترکیب راقم کی دانست میں نہیں نکلی۔ اس کتاب کے وزن اور وقار کو بڑھانے والی اصل چیز راقم کے نزدیک اس کا سنجیدہ، علمی وتحقیقی رنگ اور شائستہ وشگفتہ اسلوب بیان ہے، جس سے ایک طرف مصنف کے فکر ونظر کی پختگی کی عکاسی ہوتی ہے، تو دوسری طرف ان کے ذوق ادب اور خوب صورت طرز نگارش سے بھی واقفیت ہوتی ہے۔

مصنف کتاب مولانا محمد غزالی ندویؒ کی یہ پہلی باقاعدہ تصنیف ہے، جس کی تیاری میں انہوں نے تقریبا ۵/برس صرف کیے۔ کتاب کی تیاری کے دوران وہ علمی وفکری پختگی رکھنے والے صاحب نظر احباب سے مشورہ کرتے رہے، مسودے کو ان کی نظروں سے گزارتے رہے، اور باہم مشورے سے کتاب کی تہذیب وتنقیح کرتے رہے۔ اس کو معیاری بنانے کے لیے جو ممکنہ آخری کوشش اور سعی بلیغ ہو سکتی ہے مصنف نے اس سے دریغ نہیں کیا۔

مصنف نے کتاب کی ترتیب میں عربی، اردو اور انگریزی تینوں مآخذ سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ حتی الامکان ثانوی مصادر سے بچتے ہوئے اصل مصادر تک پہنچ کر مسائل کی تحقیق وتنقید کی ہے۔ اس سلسلے میں شب وروز ایک کر کے دانہ دانہ چننے کی کوشش کی ہے، اور اپنے اس خرمن علمی کو علمی جواہرات سے بھر کر اپنی جوہر شناسی کا ثبوت دیا ہے۔ انہوں نے کتاب کی تیاری میں مختلف مکاتب فکر کی بیاض علمی سے خوشہ چینی کی ہے۔ قدیم علما کی تحریریں بھی اس کتاب کے وزن کو بڑھاتی ہیں، اور تازہ خیالات اور نئی تحقیقات بھی اس کو معیار ووقار عطا کرتی ہیں۔ گویا اس موضوع پر قدیم وجدید علما نے جو کچھ لکھا ہے، مصنف نے اس کا عطر کشید کر اور اس میں قیمتی اضافے کر کے کتاب کو منفرد علمی رنگ عطا کیا ہے۔ اس کتاب کو امام بخاری ریسرچ اکیڈمی علی گڑھ نے شائع کیا ہے۔ قیمت ۴۷۵/ روپے ہے، اہل ذوق حضرات ناشر کے پتہ پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

(مبصر: مولانا خالد ضیا صدیقی ندوی)

حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ اور فتنہ قادیانیت

ڈاکٹر محمد وقار الدین لطیفی ندوی (آفس سکریٹری دفتر مسلم پرسنل لا بورڈ نئی دہلی)

ہندوستان کی اسلامی تاریخ ہمیشہ ایسی شخصیتوں سے فیض اٹھاتی رہی ہے جو اپنے غیر معمولی افکار و خیالات اور بلند عزائم کے ذریعے ایسے کارنامے انجام دیتی رہی ہیں، جس کی نظیر پیش کرنے سے زمانہ ہر دور میں قاصر رہا ہے، ہندوستان کی تاریخ میں سید احمد شہیدؒ وشاہ اسماعیل شہیدؒ سے لیکر شیخ الہند تک اس کی بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں اور اس کے بعد بھی ایسی شخصیات کے روشن وتابناک خدمات وکارنامے ملتے ہیں، انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں ایک ایسی ہی نایاب وقابل قدر اور باعث صد افتخار شخصیت حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کی تھی، جن کو اللہ تبارک وتعالی نے ہندوستان کی اس سرزمین پر ایک ایسے وقت میں پیدا فرمایا جب ملت اسلامیہ نیم مردہ ہو چکی تھی، ایک طرف جدید علوم کے پروردہ تھے، جو مغربی علوم وفنون کو ترقی کی معراج اور ملت کے ہر درد کی دوا سمجھتے تھے، دوسری طرف قدیم نصاب کے پروردہ جو اپنے نصاب تعلیم میں ذرہ برابر تبدیلی اور اس کو نئے نظام سے ہم آہنگ کرنے کے بالکل قائل نہ تھے، وہ مغرب سے آنے والی ہر چیز کو شجر ممنوعہ سمجھتے تھے، ان سب پر مستزاد مسلمانوں کا باہمی نزاع، جدل وجدال اور فروعی اختلافات کی گرم بازاری، دشنام طرازی اور مسلکی چپقلش تھی جو انتہا کو پہنچ چکی تھی، بات دشنام طرازی، افتراء پردازی، تکفیر وتسفیق سے آگے بڑھ کر مقدمہ بازی اور فوجداری تک پہونچ چکی تھی، امت کے لئے نمونہ سمجھے جانے والے لوگ آپس میں گتھم گتھا اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بن گئے تھے، ان سب کا مقابلہ اور سد باب کرنے کیلئے اللہ تبارک وتعالی نے حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کو مؤرخہ ۲۸/ جولائی ۱۸۴۶ء مطابق ۳/ شعبان ۱۲۶۲ھ کو کانپور میں پیدا فرمایا۔

حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کی ایمان افروز داستان وخدمات سے تاریخ بھری پڑی ہے اور ان خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے، یہ بھی حقیقت ہیکہ حضرت مونگیریؒ کی تاریخ قادیانیت کا مقابلہ اور سرکوبی کے ذکر کے بغیر ادھوری ہے، آپ نے اس کے لئے پوری توانائی صرف کردی اور جب تک اسمیں کامیاب نہ ہوئے اطمینان کی سانس نہ لی، استاد محترم مولانا عتیق احمد بستوی صاحب استاد دار العلوم ندوۃ العلماء تحریر فرماتے ہیں ”حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ بانی ندوۃ العلماء لکھنؤ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، مولانا محمد علی مونگیریؒ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادیؒ کے خلیفہ اجل تھے، انہوں نے اپنے عہد پر بڑے گہرے اثرات چھوڑے، ندوۃ العلماء کا قیام ان کا وہ عظیم کارنامہ ہے جسے تاریخ ہند میں ہمیشہ یاد رکھا جائیگا، فرقہ باطلہ اور مذاہب باطلہ کی تردید میں ان کی کوششیں آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ قادیانیوں کے خلاف ان کا لسانی اور قلمی جہاد اپنی اہمیت اور افادیت کے اعتبار سے ناقابل فراموش ہے۔“ (سوانح حضرت امیر شریعت ص: ۳۲)

حضرت مونگیریؒ کے پوتے اور موجودہ سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب اپنے دادا جانؒ کے مونگیر منتقل ہونے کی تفصیل ایک انٹرویو میں یوں بیان فرماتے ہیں: ”تزکیۂ نفس اور اصلاح رسوم و عقائد کے علاوہ خانقاہ رحمانی نے بڑی خدمت یہ بھی انجام دی کہ مسلسل کوششوں کے نتیجہ میں قادیانیت کا زور ٹوٹ گیا لوگوں نے گمراہی سے توبہ کیا، ایمان صحیح اور ایمان کامل ان کا شعار بنا، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں سے ان کا ناطہ ٹوٹا اور وہ مسلمان ہو گئے، یہ بھی واقعہ ہے کہ حضرت مونگیریؒ کی زندگی میں قادیانی تحریک مونگیر سے ختم ہوگئی، اور صرف چھ گھر قادیانی کے رہ گئے تھے، اسی طرح عیسائی مشنریاں اور آریہ سماجی مرکز اپنے اپنے دائرہ میں سمٹ کر رہ گئے، حضرت مونگیریؒ نے ان تینوں تحریکوں کے مقابلہ میں صالح لٹریچر تیار کرایا، اسلامی تعلیمات کی تشہیر کی اور تینوں تحریکات کے لٹریچر کے جواب میں عمدہ، مدلل، اور بھرپور کتابیں اور رسائل تیار کیں اور کرائیں، اور بڑے پیمانے پر اسکی تقسیم اور اشاعت کی گئی“۔ (سوانح حضرت امیر شریعت ص: ۴۷)

آپ کی مدلل تحریروں نے قادیانیوں کی ہوا نکال دی اور ایسی ہوا نکالی تھی کہ قادیانیوں کی طرف سے آج تک ان تحریروں کا جواب نہ بن سکا۔ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب آپ کی کتابوں اور رسائل کی اہمیت وافادیت پر یوں روشنی ڈالتے ہیں: ”ان کتابوں نے ہوا کا رخ بدل دیا اور لاکھوں آدمی جو مرتد ہو چکے تھے، اسلام میں لوٹ آئے، قادیانی مرتدین جہاں جہاں جاتے، یہ لٹریچر ان کا تعاقب کرتا، یہاں تک کہ قادیانیوں نے کتاب کا علمی جواب دینے کے بجائے مولانا کی ذاتی زندگی کے بارے میں غلیظ افترا پردازیاں شروع کردیں، تاکہ لوگوں میں بدظنی پیدا ہو ــــــ مولانا کی یہ کتابیں بہار وبنگال، پنجاب ودکن اور بیرون ہند برما، افریقہ تک پہنچیں اور بہت سی جگہوں سے قادیانیت کی بیخ وبن اکھڑ گئی۔“ (وہ جو بیچتے تھے دوائے دل۔ ص: ۱۷۰)

حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کے فتنہ قادیانیت کے مقابلہ پر مولانا سید محمد الحسنی ندویؒ اپنی گرانقدر تصنیف ”سیرت مولانا محمد علی مونگیریؒ“ میں تحریر فرماتے ہیں، ”حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ نے اس کو وقت کا افضل ترین جہاد قرار دیا اور اس کے لئے لوگوں کو ہر قسم کی کوشش اور قربانی پر آمادہ کرنے کی کوشش کی، اور بڑی دلسوزی کے ساتھ اس کی اہمیت سمجھائی، ان کوششوں سے بہار (جس پر قادیانیوں نے اس زمانہ میں بھرپور حملہ کیا تھا، اور بڑی تعداد میں مسلمان اس کا شکار ہورہے تھے) اس خطرہ سے محفوظ ہوگیا اور ہندوستان کے اور دوسرے علاقوں میں بھی جہاں کہیں مولانا کی تصنیفات پہنچیں، یا مبلغین پہنچے، قادیانیت کے قدم اکھڑ گئے۔ مسلمانوں پر اس نئے دین کی حقیقت اچھی طرح واضح ہوگئی اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس فتنہ سے محفوظ ہو گئے۔“ (سیرت مولانا محمد علی مونگیریؒ ص: ۲۴۰)

حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ نے جہاں لوگوں کو اس کے لئے ہر قسم کی قربانی پر آمادہ کرنیکی کوشش کی وہیں آپ نے اس کام کو وقت کا افضل ترین جہاد قرار دیا اور آپ کو یہ یقین ہوگیا تھا کہ اگر اس کا مقابلہ پوری قوت کے ساتھ نہیں کیا گیا تو بڑے افسوسناک نتائج ظاہر ہو سکتے ہیں چنانچہ آپ نے ساری صلاحیتیں اس میں جھونک دیں اور اپنے تمام مریدین، رفقاء اور اہل تعلق کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی نہ صرف تلقین کی بلکہ صاف صاف فرمایا کہ جو اس معاملہ میں میرا ساتھ نہیں دے گا میں اس سے ناخوش ہونگا، حضرت مونگیریؒ کو مراقبہ میں القا ہوا کہ تمہارے سامنے یہ گمراہی پھیل رہی ہے اور تو اللہ کے یہاں کیا جواب دے گا۔ مولانا محمد الحسنی ندویؒ تحریر فرماتے ہیں: ”یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ مولانا کو یہ القا ہوا کہ یہ گمراہی تیرے سامنے پھیل رہی ہے اور تو ساکت ہے، اگر قیامت کے دن باز پرس ہو تو کیا جواب ہوگا۔“ (سیرت مولانا محمد علی مونگیریؒ ص؛ ۲۴۵)

ایک تاریخی مناظرہ سے اس جد وجہد کا آغاز ہوتا ہے اور اس مناظرہ میں قادیانیوں کی شکست فاش ہوئی کہ دوبارہ وہ اس کی جرأت نہ کر سکے اور ملک گیر قادیانی تحریک کو اس کا نقصان پہونچا، یہ تاریخی مناظرہ ۱۹۱۱ء میں ہوا جس میں تقریبا چالیس علماء شریک تھے ایک طرف مناظرہ شروع ہوا تو دوسری طرف حضرت مونگیریؒ اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو گئے اور اس وقت تک سجدہ میں رہے جب تک فتح کی خبر نہ مل گئی، اس مناظرہ کی تفصیل حضرت مونگیری کے فرزند ارجمند امیر شریعت حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانی نور اللہ مرقدہ اپنے ایک مقالہ میں تحریر فرماتے ہیں جس کو صاحب ”سیرت مولانا محمد علی مونگیریؒ“ نے یوں نقل کیا ہے: ”مرزا صاحب کے نمائندے حکیم نور الدین صاحب، سرور شاہ صاحب اور روشن علی صاحب مرزا صاحب کی تحریر لے کر آئے کہ ان کی شکست میری شکست ہے اور ان کی فتح میری فتح۔ اس طرف سے مولانا مرتضی حسن صاحبؒ، علامہ انور شاہ کشمیریؒ، مولانا شبیر عثمانیؒ، مولانا عبد الوھاب بہاریؒ، مولانا ابراہیم سیالکوٹی (تقریبا چالیس علماء) بلائے گئے تھے، لوگوں کا بیان ہے کہ عجیب منظر تھا۔ صوبہ بہار کے اضلاع کے لوگ تماشائی بن کر آئے تھے، معلوم ہوتا تھا کہ خانقاہ رحمانی میں علماء کی ایک بڑی بارات ٹھہری ہوئی ہے، کتابیں الٹی جارہی ہیں، حوالے تلاش کئے جارہے ہیں اور بحثیں چل رہی ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوا کہ مولانا محمد علی مونگیریؒ کی طرف سے مناظرہ کا وکیل اور نمائندہ کون ہو؟ قرعہ فال مولانا مرتضی حسن صاحبؒ کے نام پڑا، آپ نے مولانا مرتضی حسن صاحبؒ کو تحریرا اپنا نمائندہ بنایا۔ علماء کی یہ جماعت میدان مناظرہ میں گئی، وقت مقرر تھا۔ اس طرف مولانا مرتضی حسن صاحبؒ اسٹیج پر تقریر کے لئے آئے اور اس طرف آپ سجدہ میں گئے اور اس وقت تک سر نہ اٹھایا جب تک فتح کی خبر نہ آ گئی۔ بوڑھوں کا کہنا ہے کہ میدان مناظرہ کا منظر عجیب تھا۔ مولانا مرتضی حسن صاحبؒ کی ایک ہی تقریر کے بعد جب قادیانیوں سے جواب کا مطالبہ کیا گیا تو مرزا صاحب کے نمائندے جواب دینے کے بجائے انتہائی بدحواس اور گھبراہٹ میں کرسیاں اپنے سروں پر لئے ہوئے یہ کہتے ہوئے بھاگے کہ ”ہم جواب نہیں دے سکتے“۔ (سیرت مولانا محمد علی مونگیریؒ ص؛ ۲۴۶)

اس مناظرہ کا دوررس اور دیر تک اثر قائم رہا اور حضرت مونگیریؒ نے قادیانیت کے خلاف منظّم طریقہ پر زبردست مہم شروع کی اور اس کے لئے نہ صرف خطوط لکھے اور کتابیں ورسائل تیار کئے بلکہ دور دراز گاؤں، دیہات اور شہر شہر کے دورے بھی کئے، بعض دفعہ کانپور یا دہلی سے رسائل وکتب طبع کرانے میں تاخیر کے ساتھ دشواری بھی پیش آتی تھی تو آپ نے خانقاہ میں مستقل ایک پریس قائم کیا جس میں قادیانیت کے خلاف رسائل وکتب کی طباعت بروقت ہونے سے دوسرے علاقے اور شہروں میں پہنچانا آسان ہوگیا، آپ کے مریدین نے اس اہم خدمت میں حضرت مونگیریؒ کا بہت ساتھ دیا ہر مرید کو ان کی صلاحیت کے مطابق ذمہ داری سونپی جاتی تھی، بعض دورہ کیلئے تو بعض کو تبلیغ کیلئے غرض کہ ہر ایک کو کچھ نہ کچھ ذمہ داری ضرور دی گئی اور سبھوں نے بڑے ہی خلوص کے ساتھ اس اہم خدمت کو انجام دیا حتی کہ ایک صاحب مولوی نظیر احسن صاحب بہاری جن کا خط پاکیزہ تھا ان کے ذمہ صرف یہ کام تھا کہ وہ مسودات کی تبئیض کا کام کریں چونکہ وہ خوشخط تھے لیکن دونوں پیروں سے معذور تھے اگر کبھی مسودات صاف کرنے میں تاخیر ہو جاتی تو حضرت مونگیریؒ ان سے فرماتے ”محنت سے کام کرو، تمہیں جہاد کا ثواب ملے گا“ ایک مرتبہ مولوی نظیر احسن صاحبؒ نے دریافت کیا کہ ”کیا مجھ کو جہاد بالسیف کا ثواب ملے گا“ حضرت مونگیریؒ نے فرمایا ”بیشک اس فتنہ قادیانیت کا استیصال جہاد بالسیف سے کم نہیں“۔ (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو سیرت مولانا محمد علی مونگیریؒ ص؛ ۲۴۹)

حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کی خدمات بے شمار ہیں اور ان کی خدمات سرمہ چشم بنانے کے لائق ہیں، انہوں نے زندگی کے ہر محاذ پر قوم وملت کی فلاح وبہبود کی خاطر بیش بہا خدمات انجام دیں، ندوۃ العلماء کا قیام ہو، امارت شرعیہ کا قیام، خانقاہ رحمانی وجامعہ رحمانی کا قیام ہو، غرض کہ آپ نے ہر پہلو سے کام کیا اور خوب کیا لیکن مذاہب باطلہ پر آپ کی خدمات ایک عظیم اور شاہکار خدمت ہے اور تاریخ میں ہمیشہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ مذاہب باطلہ پر جو کچھ تحریری خدمات ہیں ان کو پھر سے منظر عام پر لایا جائے، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور اعلی علیین میں جگہ دے نیز ان خدمات کا بہترین صلہ دے۔ (ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم)

بقیہ قاری صفدر علی ریاضی .... آگے لکھتے ہیں ۲۵/ مئی کو آپ کے ساتھ کا سفر بہت دنوں تک یاد رہے گا، شکرہ جاتے وقت گاڑی میں آگے بیٹھنا میں نے یہ سمجھ کر منظور کرلیا تھا کہ وہاں دو آدمی کی سیٹ ہوگی اور میں آپ کے ساتھ رہوں گا، سوار ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ ایک ہی سیٹ ہے اور وہ آپ کے علاوہ کسی کے لیے مناسب نہ تھی اور اپنے بیٹھنے کی ندامت اب تک ختم نہ ہوئی، آخر میں اس دعا کے ساتھ ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے مراتب کو اس قدر بلند کرے کہ وہاں کسی کا خیال بھی نہ جاتا ہو (نامے میرے نام ص ۹۴،۹۵) یہ خط انہوں نے مجھے ۱۴/ جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ کو لکھا تھا، مدرسہ اسلامیہ شکرہ کے جلسہ میں جاتے ہوئے میں نے انہیں چین پور بنگرہ سے لے لیا تھا، ان کی بزرگی کی وجہ سے میں نے انہیں آگے بیٹھایا، ان کے اکرام کی یہی ایک شکل اس وقت میرے ذہن میں آئی تھی؛ لیکن وہ مجھ سے جس قدر محبت کرتے تھے اور ان کے دل میں میرے لئے جو قدر ومنزلت تھی، اس کی وجہ سے انہیں احساس تھا کہ مجھے آگے بیٹھنا چاہئے تھا یہ احساس انہیں ندامت تک لے گیا، جس کا اظہار انہوں نے برملا کیا، یہ پرانے وضع کے لوگ تھے، جن کی محبت "حبی فی اللہ" کی مثال ہوا کرتی تھی، بے غرض، بے لوث، مفادات اور تحفظات سے دور نہ باتوں میں گھما پھرا ہوتا تھا اور نہ شخصیت پیچ در پیچ ہوا کرتی تھی، اب ایسے لوگ کہاں ملتے ہیں، سب کچھ عنقاء ہوتا جارہا ہے۔ قاری صاحب جیسے بافیض شخصیت کا گذر جانا میرے لئے سوہان روح ہے، مجھے ایسا لگتا ہے کہ میرے خاندان کا کوئی فرد مجھ سے بچھڑ گیا، اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور ان کے شاگردوں کو اس غم کے برداشت کرنے کا حوصلہ بخشے آمین یارب العالمین۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے درمیان

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جن نعمتوں سے نوازا ہے، ان میں ایک بڑی نعمت اولاد ہے، انسان کے پاس راحت و آرام کی ساری چیزیں موجود ہیں؛ لیکن وہ اولاد سے محروم ہے تو اسے اپنی دنیا نامکمل اور ناتمام محسوس ہوتی ہے، دنیا کے بعض مذاہب میں انسان کا صاحب اولاد ہونا اور بیوی بچوں کی شرکت کے ساتھ زندگی گزارنا ناپسندیدہ اور اس کو روحانی ترقی میں رکاوٹ سمجھا جاتا ہے؛ لیکن پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اپنے ارشاد؛ بلکہ اپنے عمل سے بھی اس تصور کی تردید فرمائی، ایک شفیق باپ کو اپنی اولاد کے ساتھ کس طرح پیش آنا چاہئے؟ آپؐ نے اس کی عملی مثال پیش فرمائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد کے سلسلہ میں یہ اُسوہ پیش کیا کہ انسان کو ماں باپ بننے پر خوش ہونا چاہئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ پیدا ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے آزاد کردہ غلام ابو رافعؓ نے ولادت کی خوشخبری سنائی، آپؐ اس قدر خوش ہوئے کہ انھیں اس خوشخبری پر ایک غلام عطا فرمایا: ''وبشره به أبو رافع مولاه فوهب له عبداً'' (زادالمعاد:۱/۱۰۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچے کی پیدائش کے بعد دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کے کلمات کہہ کر کسی میٹھی چیز جیسے کھجور سے تحنیک فرماتے، اچھا خوبصورت سا نام رکھتے، اس کا بال مونڈاتے اور بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ فرماتے۔ (زادالمعاد:۲/۲-۴)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بچوں اور ان کی اولاد کے ساتھ بے حد شفقت کا معاملہ فرماتے، حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہؓ مرض وفات میں حاضر خدمت ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خوش آمدید میری بیٹی کو، پھر ان کو دائیں یا بائیں بٹھایا، اور ان سے رازداری کے ساتھ باتیں کی: ''مرحباً یا بنتی، ثم أجلسها عن یمینه أو عن شماله ثم أسر إلیها حدیثاً'' (مسلم شریف)

اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول مبارک تھا؛ چنانچہ روایت ہے کہ جب حضرت فاطمہؓ حاضر ہوتیں تو آپ ان کے لئے کھڑے ہوتے، ان کا ہاتھ تھامتے، بوسہ دیتے، انھیں اپنے دائیں طرف بیٹھاتے اور کبھی ان کے لئے اپنا کپڑا اچھادیتے۔ (کنز العمال) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل جہاں اولاد کی محبت کو ظاہر کرتا ہے، وہیں اس بات کو بھی بتاتا ہے کہ جیسے بیٹے قابل محبت ہیں، اسی طرح بیٹیاں بھی محبت کئے جانے کے لائق ہیں؛ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹیوں کی پرورش اور ان کے ساتھ حسن سلوک کو بیٹوں کے مقابلہ میں زیادہ اہمیت دی اور فرمایا: جو شخص بیٹیوں کی بہتر طور پر پرورش کرے، وہ جنت میں مجھ سے اتنا قریب ہوگا، جیسے یہ دونوں انگلیاں ہیں، (ترمذی شریف)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ کو جو خاتون دودھ پلاتی تھیں وہ مدینہ میں تین میل کے فاصلہ پر عوالی کے علاقہ میں تھیں، آپؐ وہاں تشریف لے جاتے، ان کا بوسہ لیتے اور ان کو سونگھتے، پھر وہاں سے واپس ہوتے: ''والعوالی علی بعد ثلاثة أمیال من المدینة لیزور ابنه إبراهیم فیقبله ویشمه ثم یعود''۔ (مسلم شریف)

جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اولاد سے محبت فرماتے تھے، اولاد کی اولاد سے بھی ایسی ہی محبت اور شفقت کا معاملہ فرماتے تھے، ایک بار حضرت حسن بن علیؓ کا آپؐ بوسہ لے رہے تھے، حضرت اقرع بن حابسؓ نے دیکھا تو غالبًا ان کو خیال ہوا کہ اس طرح بچوں سے پیار کرنا مقام نبوت کے شایانِ شان نہیں؛ اس لئے انھوں نے اس پر حیرت کا اظہار کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اصلاح کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ تو رحم دلی کا تقاضا ہے اور جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا: ''من لا یرحم لا یرحم'' (بخاری شریف) ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنؓ یا حسینؓ سے کھیلتے، ان کے دونوں ہاتھوں کو تھام کر انھیں اپنے سینے پر چڑھا لیتے، پھر ان کا بوسہ لیتے، (طبرانی فی الکبیر) ایسا بھی ہوا کہ آپ نے حضرت حسنؓ اور حسینؓ کو پشت مبارک پر سوار کرلیا اور فرمایا: تمہاری سواری کیا بہتر سواری ہے اور تم دونوں کیا ہی بہتر سوار ہو؟ (طبرانی فی الکبیر)

ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے، اسی درمیان حسنؓ و حسینؓ لوگوں کو پھاندتے ہوئے آپ کے قریب آگئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ روک کر انھیں گود میں لے لیا، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ کہا کہ ''مال واولاد آزمائش ہیں۔'' (سورہ تغابن:۱۵) میں نے ان دونوں کو دیکھا تو صبر نہیں کر پایا، پھر آپ خطبہ دینے لگے۔ (رواہ ابوداؤد، عن عبداللہ بن بریدہؓ)

حضرت یعلی بن مرہ سے روایت ہے کہ آپؐ اپنے رفقاء کے ساتھ کھانے پر مدعو تھے، اتفاق سے حضرت حسینؓ گلی میں کھیل رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر ہاتھ پھیلا دیا، حضرت حسینؓ اِدھر اُدھر بھاگنے لگے، آپ انھیں ہنساتے رہے، یہاں تک کہ انھیں پکڑ لیا اور ان کا ایک ہاتھ اپنی ٹھوڑی کے نیچے رکھا، ایک سر کے پیچھے، پھر انھیں بوسہ دیا اور فرمایا: حسینؓ مجھ سے ہے اور میں حسینؓ سے ہوں، جو حسینؓ سے محبت رکھے گا، اللہ ان سے محبت رکھے گا۔ (ابن ماجہ)

ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر یا عصر کی نماز کے لئے تشریف لائے، اس وقت آپؐ نے حضرت حسنؓ یا حضرت حسینؓ کو اُٹھا رکھا تھا، آپ نے ان کو اپنے قدم مبارک کے پاس رکھا اور نماز میں مصروف ہو گئے، جب سجدہ فرمایا تو بہت طویل سجدہ فرمایا، ایک صحابی کا بیان ہے کہ میں نے اپنا سر اُٹھایا تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں ہیں اور حضرت حسینؓ آپ کی پشت پر بیٹھے ہوئے ہیں، میں پھر سجدہ میں چلا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کی تو لوگوں نے پوچھا: آپؐ نے آج معمول کے خلاف سجدہ فرمایا ہے، کیا آپ کو اس کا حکم دیا گیا تھا یا آپؐ پر وحی نازل ہو رہی تھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا نہیں تھا؛ لیکن مجھ پر میرا بیٹا سوار ہو گیا تھا، مجھے یہ بات اچھی نہیں لگی کہ میں عجلت سے کام لوں، اس لئے میں نے تاخیر کی؛ تاکہ وہ اپنا شوق پورا کرلے۔ (نسائی؛ کتاب صفة الصلاة، باب ہل یجوز ان تکون سجدة أطول من سجدة)

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار دن میں نکلے، نہ آپ مجھ سے کچھ بات کر رہے تھے اور نہ میں آپ سے کچھ عرض کر رہا تھا؛ چنانچہ بنی قینقاع کی مارکیٹ میں آئے، حضرت فاطمہؓ کے مکان کی دیوار کے پاس بیٹھ گئے اور حضرت حسنؓ کے بارے میں دریافت کیا: کیا وہ یہاں موجود ہے؟ تھوڑی دیر ہوئی، غالبًا حضرت فاطمہؓ ان کو کپڑے پہنا رہی تھیں یا نہلا رہی تھیں، پھر وہ بھاگتے ہوئے آئے، آپ نے ان کو گلے لگایا، بوسہ دیا اور فرمایا: اے اللہ! اس سے محبت فرما اور جو لوگ اس سے محبت کریں، ان کو بھی اپنا محبوب رکھ۔ (رواہ بخاری عن ابی ہریرہؓ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو سلوک اپنے نواسوں کے ساتھ تھا، وہی سلوک اپنے خادم خاص حضرت زیدؓ کے صاحبزادے حضرت اسامہؓ کے ساتھ بھی ہوا کرتا تھا؛ چنانچہ ایک موقع پر آپؐ نے اپنی ایک ران پر حضرت اسامہؓ کو بٹھایا، ایک ران پر حضرت حسنؓ کو، اور ان دونوں کو اپنے ساتھ چمٹا کر فرمانے لگے: اے اللہ! آپ ان دونوں کے ساتھ مہربانی کیجئے؛ کیوں کہ میں بھی ان دونوں پر مہربان ہوں۔ (بخاری شریف)

یہ عمل آپ کا صرف حضرات حسنینؓ ہی کے ساتھ نہیں تھا؛ بلکہ خاندان کے دوسرے بچوں اور عام بچوں کے ساتھ بھی تھا، ایسا بھی ہوتا کہ آپ اس حال میں نماز پڑھتے کہ حضرت امامہ بنت زینبؓ کو اُٹھائے ہوتے جب سجدے میں جاتے تو ان کو رکھ دیتے اور جب سجدے سے اُٹھتے تو ان کو اُٹھا لیتے، (رواہ بخاری عن قتادہ؛ کتاب ابواب سترة المصلی، باب إذا حمل جاریة صغیرة علی عنقه فی الصلاة) حضرت عباسؓ کے صاحبزادوں حضرت عبداللہؓ، حضرت عبیداللہؓ وغیرہ کو بلاتے اور فرماتے: جو پہلے میرے پاس پہنچے گا، اس کو یہ اور یہ انعام ملے گا، سب دوڑ لگا کر آپؐ کے پاس آتے، کوئی سینہ پر چڑھ جاتا، کوئی پشت پر، آپ ان کو سب کو چمٹاتے اور ان سب کا بوسہ لیتے، (مسند احمد)

یہی معاملہ آپ کا اپنے رفقاء کے بچوں کے ساتھ بھی ہوتا، حضرت اُم خالدؓ ہمیشہ اپنے ایک واقعہ کا ذکر کرتی تھیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، میں نے زرد رنگ کی قمیص پہن رکھی تھی، آپؐ نے فرمایا: ''سَنَهْ سَنَهْ'' یعنی: اچھا ہے، اچھا ہے، میں آپؐ کی مہر نبوت (جو دونوں مونڈھوں کے درمیان تھیں) سے کھیلنے لگی، میرے والد نے مجھے منع کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھوڑ دو، پھر آپ نے مجھے تین دفعہ دُعاء دی: ''پرانا اور بوسیدہ کرو'' یعنی یہ کپڑا بہت دنوں تک تمہارے کام آئے، (بخاری شریف)

ایسا بھی ہوتا کہ آپ بعض دفعہ بچوں کو گود میں لیتے اور وہ آپ ہی کے کپڑوں پر پیشاب کر دیتے؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا بُرا نہیں مانتے۔ (مسند احمد)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے ساتھ خوش طبعی بھی فرماتے، ایک کم سن صحابی حضرت ابو عمیرؓ کے پاس ایک پرندہ تھا، جس سے وہ کھیلتے تھے، جب آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو فرماتے: ''یا أبا عمیر ما فعل النغیر؟'' (ترمذی، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی الصلاة علی البسط) یعنی اے ابو عمیر! تمہارے ساتھ گوریئے نے کیا کیا؟ حضرت محمود ابن ربیعؓ فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ جب میری عمر پانچ سال کی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈول سے منہ میں پانی لیا اور اس کی پچکاری میرے منہ پر ماری۔ (مسلم، کتاب الوضوء، باب استعمال فضل وضوء الناس) اس میں تبرک کا بھی پہلو ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھوٹے سے بڑھ کر کسی مسلمان کے لئے برکت وسعادت کی چیز اور کیا ہو سکتی ہے اور خوش طبعی کا پہلو بھی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کا خاص خیال رکھتے کہ بچوں کے نام اچھے اور با معنی رکھے جائیں، حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت حسنؓ پیدا ہوئے تو میں نے ان کا نام ''حرب'' رکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں ان کا نام ''حسن'' ہوگا، پھر جب حضرت حسینؓ پیدا ہوئے تو آپؐ نے نام پوچھا، میں نے پھر وہی کہا ''حرب'' آپؐ نے فرمایا: نہیں اس کا نام ''حسین'' ہوگا، پھر جب تیسرے صاحبزادے پیدا ہوئے تو میں نے اس کا نام ''حرب'' رکھنا چاہا، آپؐ نے فرمایا: نہیں اس کا نام ''محسن'' ہے، (السنن الکبریٰ للبیهقی)

جب حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے آپ کے صاحبزادے پیدا ہوئے تو آپ نے ان کا نام ابراہیم رکھا اور فرمایا: میں نے اس کا نام اپنے باپ حضرت ابراہیم کے نام پر رکھا ہے: ''سمیته باسم أبی ابراهیم'' (کنز العمال) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو بیٹا پیدا ہوا، وہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے، آپؐ نے ان کا نام بھی ابراہیم رکھا، کھجور سے تحنیک کی اور ان کے حق میں برکت کی دُعا فرمائی، (بخاری شریف) ایک لڑکی خدمت اقدس میں لائی گئی، آپ نے لڑکی نام پوچھا بتایا گیا: ''عاصیہ'' جس کے معنی نافرمان کے ہوتے ہیں، آپؐ نے فرمایا اس کا نام ''جمیلہ'' ہے۔ (ترمذی شریف)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بال بچوں کی ضروریات کا بھی خیال رکھتے تھے، ایک بار آپؐ فاقہ سے تھے، ایک صحابی نے آپؐ کو مدعو کیا، آپؐ نے وہاں سے کچھ کھانا حضرت فاطمہؓ کو بھی بھجوایا، (اسد الغابہ) حضرت ابراہیمؓ کی والدہ حضرت ماریہ قبطیہؓ کو دودھ کم آتا تھا تو آپؐ نے ان کے لئے دودھ پلانے والی خاتون کا انتظام کیا، (مسلم شریف) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ آدمی سفر سے آئے، تو گھر میں کچھ تحفہ لے کر آئے یہاں تک کہ آپؐ نے فرمایا: اگر کوئی اور چیز میسر نہ ہو تو کوئی خوبصورت پتھر ہی لے آؤ، جو بچوں کے کھیلنے میں کام آجائے، (کنز العمال) (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

ہاتھرس سانحہ: مدد مانگتی ہے یہ حوّا کی بیٹی

سہیل انجم

اس وقت ہاتھرس کے گینگ ریپ کا واقعہ، متاثرہ کی موت اور اس معاملے میں ریاستی حکومت اور پولیس انتظامیہ کی سنگ دلی ملکی و غیر ملکی ذرائع ابلاغ میں موضوع بحث ہیں، ان واقعات نے پورے ملک کے ضمیر کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے اور عوام ملک کے کونے کونے میں سراپا احتجاج ہیں، اس ظلم کے خلاف بالکل اسی انداز میں عوام سڑکوں پر نکل آئے ہیں جیسے کہ نربھیا واقعہ کے وقت نکل آئے تھے، عوامی احتجاج نے سماج میں ایک زلزلہ برپا کر دیا ہے، لیکن مرکزی اور ریاستی حکومت کا ضمیر تادم تحریر بیدار نہیں ہوا ہے، اتر پردیش کی یوگی حکومت اپنی ناکامیوں کو چھپانے کے لیے متاثرہ خاندان کو ہی اپنے جبر کا نشانہ بنا رہی ہے، اگرچہ چند پولیس افسروں کا تبادلہ کر دیا گیا ہے لیکن متاثرہ خاندان کو ابھی تک انصاف نہیں مل سکا ہے، اس درندگی کے ذمہ دار چار افراد اگرچہ گرفتار کر لیے گئے ہیں، لیکن اونچی ذات کے لوگ انھیں بچانے کی بھی کوشش کر رہے ہیں اور انتہائی بے شرمی کے ساتھ ان کے حق میں مظاہرے کر رہے ہیں۔ انیس سالہ دلت خاتون کو ۱۴/ستمبر کو وحشیوں نے اس وقت اپنی ہوس کا شکار بنایا تھا، جب وہ گائے کے لیے قریب کے کھیت میں گھاس کاٹنے گئی تھی، اس کو جنسی ہوس پرستی کا شکار بنانے کے ساتھ ساتھ اس طرح جسمانی اذیت بھی دی گئی کہ اس کی زبان کٹ گئی، ریڑھ کی ہڈی میں فریکچر ہو گیا اور گردن پر گلا گھونٹنے کے نشانات بن گئے، وہ بے ہوش ہو گئی، ۲۳/ستمبر کو اس کو ہوش آیا اور اس نے شیطان صفت انسانوں کے نام بتائے، اس کا پورا جسم مفلوج ہو گیا، اسے وینٹی لیٹر پر رکھا گیا، جب اس کی حالت بہت خراب ہو گئی تو اسے دہلی کے صفدر جنگ اسپتال میں داخل کیا گیا جہاں ۲۹/ستمبر کو اس نے آخری سانس لی، اس دوران یوپی حکومت اور پولیس کی جانب سے لیپا پوتی کی جاتی رہی، اس کے اہل خانہ نے جب رپورٹ لکھانے کی کوشش کی تو ملزموں پر گینگ ریپ کے بجائے مار پیٹ کے الزامات عاید کیے گئے۔

بتایا جاتا ہے کہ ملزموں کا تعلق ہندوؤں کی اونچی برادری سے ہے اور لوگوں کا الزام ہے کہ شاید یہی وجہ ہے کہ وزیر اعلی یوگی آدتیہ ناتھ جو کہ خود اونچی برادری سے تعلق رکھتے ہیں، وہ کارروائی نہیں کر رہے ہیں جو کہ کرنی چاہیے، اس واقعہ کا دلدوز پہلو یہ ہے کہ جب ۲۹/ستمبر کی شب میں متاثرہ کی موت ہو گئی اور اس کے اہل خانہ اور دوسرے لوگوں نے صفدر جنگ اسپتال کے باہر دھرنا دے دیا تو پولیس چپکے سے اس کی لاش لے کر ہاتھرس چلی گئی اور صبح کے تین بجے اس کی آخری رسوم ادا کر دی گئیں، اس موقع پر متاثرہ کے والدین اور اس کے گھر کا کوئی فرد وہاں موجود نہیں تھا، ان لوگوں نے پولیس سے درخواست کی کہ ہندو رسم و رواج کے مطابق غروب آفتاب سے لے کر طلوع آفتاب کے درمیان آخری رسوم ادا نہیں کی جا سکتیں، لیکن پولیس نے ایک نہیں سنی۔

اس کے بعد جب میڈیا کے لوگ متاثرہ کے گاؤں جانے لگے تو انہیں روکا گیا، صرف میڈیا کو ہی نہیں بلکہ کانگریس کے سابق صدر راہل گاندھی اور ان کی بہن اور اتر پردیش کی جنرل سکریٹری پرینکا گاندھی کو بھی روکا گیا۔ اس موقع پر پولیس نے طاقت کا استعمال کیا، یہاں تک کہ پولیس کے ساتھ دھکا مکی میں راہل گاندھی زمین پر گر گئے، جب حکومت اور پولیس کی اس کارروائی پر پورے ملک میں تھوتھو ہونے لگی، تب دو روز کے بعد انھیں ہاتھرس جانے کی اجازت دی گئی۔ راہل اور پرینکا گاندھی نے اس گاؤں میں پہنچ کر متاثرہ کے اہل خانہ سے ملاقات کی اور انھیں انصاف دلانے کی یقین دہانی کرائی، اس سلسلے میں تفصیلات میڈیا میں آ چکی ہیں۔

بی جے پی جو کہ بیٹی بچاؤ بیٹی پڑھاؤ کا نعرہ لگاتی ہے اس معاملے میں بری طرح بے نقاب ہو گئی ہے، وزیر اعظم خاموش ہیں، ان کے کابینی رفقا خاموش ہیں، بی جے پی لیڈران چپ ہیں، اگر وہ زبان بھی کھولتے ہیں تو یہ الزام لگانے کے لیے کہ راہل گاندھی اس معاملے پر سیاست کر رہے ہیں، ایسے معاملات میں سیاست کرنے کا ہنر تو بی جے پی کو آتا ہے، جب وہ اقتدار میں نہیں تھی تو اس نے کن کن واقعات پر سیاست کی اور کیسے کیسے کی یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے، اگرچہ عوام کا حافظہ کمزور ہوتا ہے پھر بھی وہ بی جے پی کی دوہری پالیسی سے واقف ہیں اور انھیں سب کچھ یاد ہے۔

اتر پردیش میں صرف ہاتھرس ہی نہیں بلکہ بلرام پور، بلند شہر، میرٹھ، اعظم گڑھ اور کہاں کہاں لڑکیوں کے ساتھ جنسی جرائم نہیں ہو رہے ہیں، بی جے پی کے لیڈران اور وزیر اعلیٰ دعوے تو کرتے ہیں کہ وہ رام راجیہ لا رہے ہیں لیکن کیا یہی رام راجیہ ہے کہ لڑکیوں اور عورتوں کی عزت اور ان کی جان محفوظ نہ رہے؟ کہیں کسی لڑکی کا سر پتھر سے کچل کر اسے ہلاک کر دیا جاتا ہے اور کہیں اس کی عزت لوٹ کر اسے مار دیا جاتا ہے، اس کے باوجود یہ سیاست داں بے شرمی کے ساتھ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ جرائم کو برداشت نہیں کریں گے اور کسی کو بخشا نہیں جائے گا، جبکہ اسی ہاتھرس کے واقعہ میں ملزموں کو بچانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ پولیس ان کے اہل خانہ سے وعدے کر رہی ہے کہ ان کے بچوں کو کچھ نہیں ہونے دیا جائے گا۔

نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو نے چند روز قبل خواتین کے خلاف جرائم کے اعداد و شمار جاری کیے ہیں جس کے مطابق ہندوستان میں ہر پندرہ منٹ پر ریپ کا ایک واقعہ ہوتا ہے۔ ۲۰۱۴ء سے لے کر اب تک شیڈولڈ کاسٹ اور شیڈولڈ ٹرائب کے خلاف جرائم میں علی الترتیب ۹ء۱۳/ اور ۸ء۱۴/ فیصد کا اضافہ ہوا ہے اور بیشتر جرائم ریپ اور جنسی حملوں کی شکل میں پیش آئے ہیں۔ ۲۰۱۸ء میں ہر پندرہ منٹ پر ایک خاتون کی عزت لوٹ لی گئی، اس ایک سال میں ریپ کے ۳۳۹۷۷/ واقعات پیش آئے۔ کٹھوعہ کی آٹھ سالہ بچی کی اجتماعی عصمت دری اور اس کے قتل اور مندسور کی ایک آٹھ سالہ بچی کے اجتماعی عصمت دری اور درندوں کے ذریعے اس کا گلا کاٹ دینے کے واقعات اس میں شامل ہیں۔ جب ۲۰۱۲ء میں نربھیا واقعہ پیش آیا تھا تو اس سال عصمت دری کے ۲۴۹۲۳/ واقعات ہوئے تھے، جبکہ بہت سے واقعات رپورٹ ہی نہیں ہوئے۔

حقیقت یہ ہے کہ اتر پردیش کی یوگی حکومت ہر محاذ پر بری طرح فیل ہے۔ یوگی نے اقتدار میں آتے ہی بڑے طمطراق سے اعلان کیا تھا کہ اب ریاست کو جرائم سے پاک کر دیا جائے گا، لیکن کیا ہوا، جرائم کا گراف چڑھتا ہی جا رہا ہے، تشویشناک بات یہ ہے کہ جرائم میں زیادہ تر وہی لوگ ملوث پائے جا رہے ہیں جن کو حکومت کی شہ یا سیاسی سرپرستی حاصل ہے۔

اناؤ میں بی جے پی رکن اسمبلی کلدیپ سنگھ سینگر کا واقعہ ابھی تک لوگوں کو یاد ہوگا، جب وہ اور ان کے بھائی اور ان کے غنڈوں نے ایک غریب خاندان کی لڑکی اور اس کے والد پر قیامت توڑی تھی، اس واقعہ میں کافی دنوں تک مجرموں کو بچانے کی کوشش کی جاتی رہی ہے، قانون کہتا ہے کہ اگر کسی کے خلاف ایف آئی آر درج ہو تو اسے فوراً گرفتار کیا جائے، لیکن سینگر کو پہلے تو کھلی چھوٹ دے دی گئی، پھر انھیں حراست میں لیا گیا اور جب الہ آباد ہائی کورٹ نے لتاڑ لگائی تب کہیں جا کر اسکو گرفتار کیا گیا، اس معاملے میں پولیس کی یکطرفہ کارروائی کا اندازہ اس سے لگائیں کہ متاثرہ لڑکی کے والد کو بلاوجہ گرفتار کر لیا گیا تھا، پولیس کے سامنے ہی اس کو اس قدر زدوکوب کیا گیا کہ اس کی موت ہو گئی، اس نے مرنے سے قبل اپنے بیان میں قصورواروں کے نام لیے تھے، تب کہیں جا کر کارروائی ہوئی اور عدالت نے کلدیپ سنگھ سینگر اور ان کے بھائی کو دس سال کی سزا سنائی، یوگی حکومت میں ایسے واقعات کی بھرمار ہے کس کس کا ذکر کیا جائے۔

براعظم ایشیا قدرتی آفات سے سب سے زیادہ متاثر

گزشتہ دو دہائیوں کے دوران قدرتی آفات کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے اور براعظم ایشیا سب سے زیادہ متاثر ہوا، ماہرین نے تنبیہ کی ہے کہ اگر موسمیاتی تبدیلیوں کا سلسلہ جاری رہا تو زمین پر اور بھی زیادہ آفات ممکن ہیں، گزشتہ ۲۰/سال میں قدرتی آفات کی تعداد دوگنا ہو گئی ہے۔ اقوام متحدہ نے اپنی ایک تازہ رپورٹ میں یہ انکشاف کیا ہے کہ اگر ۲۰۰۰ء سے موزانہ کیا جائے، تو زمین پر آنے والی قدرتی آفات کی اوسط تعداد دگنی ہو گئی ہے، اس اضافے کی وجہ موسمیاتی تبدیلیاں ہیں۔

قدرتی آفات پر نگاہ رکھنے والے ''ڈیزاسٹر رسک ریڈکشن'' کے دفتر سے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق ۲۰۰۰ء سے لے کر ۲۰۱۹ء تک ۷۳۴۸/ قدرتی آفات ریکارڈ کی گئیں، ان قدرتی آفات کے نتیجے میں ایک کروڑ ۲۳/ لاکھ سے زائد افراد کی جان گئی، چار کروڑ ۲۰/ لاکھ افراد متاثر ہوئے جب کہ معاشی نقصانات کا حجم ۹۷ء۲/ ٹریلین ڈالر رہا۔ اس سے قبل ۱۹۸۰ء سے لے کر ۱۹۹۹ء تک ۴۲۱۲/ قدرتی آفات ریکارڈ کی گئی تھیں۔ بحر ہند میں ۲۰۰۴ء میں آنے والا سونامی پچھلی دو دہائیوں کی سب سے خونریز قدرتی آفت ثابت ہوا، جس میں سو دو لاکھ سے زائد افراد ہلاک ہو گئے تھے۔ ہیٹی میں ۲۰۱۰ء میں آنے والا زلزلہ دو لاکھ ۲۲/ ہزار افراد کی ہلاکت کا سبب بنا۔

قدرتی آفات کی آمد میں خاطر خواہ اضافہ موسمیاتی تبدیلیوں کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیلاب، خشک سالی اور طوفانوں کی تعداد بڑھی ہے، سائنسدانوں نے خبردار کیا ہے کہ گرمی کی شدت میں اضافہ ہمارے سیارے کے لیے سنگین نتائج کا سبب بن رہا ہے۔ ''ڈیزاسٹر رسک ریڈکشن'' کی سربراہ مامی میزوٹوری کے مطابق حکومتیں موسمیاتی تبدیلیوں سے بچنے کے لیے مناسب اقدامات کرنے میں ناکام ثابت ہوئی ہیں۔ انہوں نے اس ضمن میں بہتر حکمت عملی کی ضرورت پر زور دیا، انہوں نے مزید کہا کہ اگر انسان سائنس اور انتباہ پر مناسب کارروائی کرنے سے قاصر رہا، تو انسان خود کے لیے ہی حالات مشکل بناتا جا رہا ہے۔ اقوام متحدہ کی رپورٹ میں نشاندہی کی گئی ہے کہ اکیسویں صدی کے آغاز سے لے کر اب تک موسمی حالات سے جڑی قدرتی آفات کی تعداد ۶۶۸۱/ رہی جب کہ اس سے پچھلے بیس برسوں میں یہ تعداد ۳۶۵۶/ تھی۔ رپورٹ میں شامل ڈیٹا کے مطابق پچھلی دو دہائیوں میں آنے والی قدرتی آفات سے سب سے زیادہ متاثر براعظم ایشیا ہوا، جہاں ۳۰۶۸/ بڑے واقعات رپورٹ کیے گئے۔ شمالی اور جنوبی امریکا میں ۱۷۵۶/ اور افریقہ میں ۱۱۹۲/ قدرتی آفات ریکارڈ کی گئیں، انفرادی طور پر ممالک کو دیکھا جائے، تو ایسے سب سے زیادہ ۵۷۷/ واقعات چین میں اور پھر ۴۶۷/ واقعات امریکہ میں ریکارڈ کیے گئے۔ اقوام متحدہ نے تنبیہ کی ہے کہ ۲۰۳۰ء تک ایسے افراد کی تعداد میں ۵۰/ فیصد کا اضافہ ممکن ہے، جنہیں انسانی بنیادوں پر مدد کی ضرورت ہو، ۲۰۱۸ء میں یہ تعداد ایک سو آٹھ ملین تھی۔

حالیہ تاریخ میں سب سے زیادہ طاقت ور زلزلے:

حالیہ تاریخ میں سب سے زیادہ طاقت ور زلزلہ لاطینی امریکی ملک، چلی میں ۱۹۶۰ء میں آیا تھا، ریکٹر اسکیل پر اس کی شدت ۵ء۹/ ریکارڈ کی گئی تھی اور یہ لگ بھگ دس منٹ تک جاری رہا تھا، اس زلزلے کے باعث ۵۷۰۰/ افراد ہلاک ہو گئے تھے اور زلزلے کے نتیجے میں آنے والے سونامی نے جاپان میں ۱۳۰/ اور امریکی ریاست ہوائی میں ۶۱/ افراد کی جان لے لی تھی۔ ۱۹۶۴ء میں امریکہ میں ''الاسکن ارتھ کوئیک'' کو امریکی تاریخ کا سب سے طاقت ور زلزلہ تصور کیا جاتا ہے، یہ زلزلہ ۲۷/ مارچ کو گڈ فرائی ڈے کے روز آیا تھا، اس زلزلے اور اس کے بعد آنے والے سونامی کے باعث ۱۳۹/ افراد ہلاک ہوئے تھے۔ ۲۰۱۱ء میں شمال مشرقی جاپان میں ۱ء۹/ شدت کے زلزلے نے بہت بڑے پیمانے پر تباہی مچائی تھی۔ اس قدرتی آفت کے نتیجے میں ۱۸۵۰۰/ افراد ہلاک ہو گئے تھے اور اس نے فوکوشیما کے جوہری پلانٹ کو بھی متاثر کر دیا تھا، اسے گزشتہ چوتھائی صدی کا سب سے تباہ کن جوہری حادثہ قرار دیا گیا تھا۔ ۲۰۰۴ء میں بحر ہند میں زیر سمندر ۱ء۹/ شدت کے زلزلے کے باعث آنے والے سونامی سے ۱۴/ ممالک میں ۲۸۰۰۰۰/ (دو لاکھ اسی ہزار) افراد ہلاک ہوئے، حالیہ تاریخ میں اسے سب سے تباہ کن زلزلہ قرار دیا جاتا ہے۔ ۱۹۵۲ء میں مشرقی روس میں ۰ء۹/ شدت کے زلزلے نے بڑے پیمانے پر تباہی مچائی، اس قدرتی آفت کے نتیجے میں ۲۳۰۰/ افراد ہلاک ہوئے۔ فروری ۲۰۱۰ء میں وسطی چلی میں ۸ء۸/ شدت کے زلزے کے باعث ۴۵۰/ افراد ہلاک ہوئے، ساحلی حصے پر شدید تباہی سے مقامی مچھیروں کو ۶۶ء۷/ ملین امریکی ڈالر کا نقصان پہنچا تھا۔ ۸/ جولائی ۱۹۷۶ء کو چین میں ۴ء۷/ شدت کا زلزلہ صنعتی شہر تانگشان میں ۲۴۲۰۰۰/ (دو لاکھ بیالیس ہزار) ہلاکتوں کا باعث بنا۔ ۱۲/ جنوری ۲۰۱۰ء میں ہیٹی میں ایک طاقت ور زلزلے نے بڑے پیمانے پر تباہی مچا دی تھی، اس زلزلے کی شدت سے کئی عمارتیں منہدم ہو گئیں، ریکٹر اسکیل پر اس زلزلے کی شدت ۱ء۷/ ریکارڈ کی گئی اور اس قدرتی آفت کے نتیجے میں دو لاکھ افراد ہلاک ہوئے تھے۔ **(بحوالہ ڈوئچے ویلے جرمنی)**

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

دنیا میں کورونا متاثرین کی تعداد 3.89 کروڑ سے تجاوز

دنیا بھر میں کورونا وائرس (کووڈ -19) سے 3.89 کروڑ سے زائد افراد متاثر ہو چکے ہیں اور اس وبا سے مرنے والوں کی تعداد بڑھ کر 10.98 لاکھ سے زائد ہوگئی ہے۔ امریکہ کی جان ہاپکنز یونیورسٹی کے سینٹر برائے سائنس اور انجینئرنگ (سی ایس ایس ای) کی جانب سے جاری اعداد و شمار کے مطابق دنیا بھر میں اب تک کورونا وائرس سے، 3,89,18,634 (تین کروڑ نواسی لاکھ اٹھارہ ہزار چھ سو چونتیس) افراد متاثر ہو چکے ہیں اور 10,98,268 (دس لاکھ اٹھانوے ہزار دو سو اڑسٹھ) افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ (یو این آئی)

سوڈان میں مظاہرے کے دوران آٹھ افراد کی موت، تحقیقات کا حکم

سوڈان کی ریاست کسلا میں مظاہرے کے دوران سکیورٹی فورسز کے ساتھ ہوئی پرتشدد جھڑپ میں مارے گئے آٹھ افراد کے معاملے میں حکومت نے تحقیقات کا حکم دے دیا ہے۔ وزیر اطلاعات و نشریات اور حکومت کے ترجمان فیصل محمد صلح نے یہ اطلاع دی، اس واقعہ کے سلسلے میں کسلا کے گورنر صلح عمار کو پہلے ہی برطرف کیا جا چکا ہے۔ (یو این آئی)

متحدہ عرب امارات جانے والے مسافروں کے لیے نئی شرطوں کا اعلان

سیاحتی ویزے پر متحدہ عرب امارات جانے والے مسافروں کے پاس کم از کم دو ہزار درہم، واپسی کا کنفرم ٹکٹ اور کنفرم ہوٹل بکنگ یا رہائش کی جگہ کی معلومات کو لازمی قرار دیا گیا ہے، ہوٹل کے بجائے کسی کے پاس ٹھہرنے کی صورت میں رہائشی پتہ کی تفصیلات ہونا لازمی ہے۔ خیال رہے کہ برصغیر سے بہت سے لوگ سیاحتی ویزا پر وہاں نوکری تلاش کرنے جاتے ہیں، حالانکہ اس وقت غیر ملکیوں کے لیے ملازمت کے مواقع نہیں ہیں، اسی وجہ سے یہ نئی شرطیں لگائی گئی ہیں۔ پہلے ٹریول ایجنٹ ون وے ٹکٹ پر بھی سیاحتی ویزے پر نوکری کے خواہشمندوں کو یو اے ای بھیج دیتے تھے مگر کورونا وائرس کے بعد پیدا ہونے والی صورتحال کے بعد متحدہ امارات کے حکام نے اب اس حوالے سے نیا ہدایت نامہ جاری کیا ہے۔ (بحوالہ بی بی سی لندن)

مظاہروں کی وجہ سے تھائی لینڈ میں ایمرجنسی نافذ

تھائی لینڈ کی حکومت نے بنکاک میں جاری مظاہروں سے نمٹنے کے لیے ملک میں ایمرجنسی نافذ کرنے کا اعلان کیا ہے۔ ایمرجنسی کے نفاذ کے تحت ملک میں بڑے اجتماعات پر پابندی لگائی گئی ہے۔ پولیس حکام کی جانب سے ٹیلی ویژن پر کیے گئے اعلان میں کہا گیا ہے کہ لوگوں کے بہت سے گروہوں نے بنکاک میں غیر قانونی عوامی اجتماعات کے لیے عوام کو دعوت نامے دیے، لوگوں کو مشتعل کیا اور اجتماعات کا انعقاد کیا اس لیے ملک میں امن و امان قائم رکھنے کے لیے یہ اقدامات ضروری تھے۔ واضح ہو کہ مظاہرین تھائی بادشاہ کے اختیارات کم کرنے اور تھائی وزیر اعظم پرایوتھ چان او چا سے استعفیٰ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ ایمرجنسی کے حکم نامے میں چار سے زیادہ افراد کے اکٹھے ہونے پر پابندی کے ساتھ ساتھ میڈیا پر بھی ایسی کسی بھی خبر کی اشاعت یا دیگر الیکٹرانک میڈیا پر نشر کرنے کی پابندی عائد کی گئی ہے جس میں ایسے پیغامات موجود ہوں جو ہیجان پیدا کریں، یا جان بوجھ کر معلومات کو مسخ کریں اور غلط فہمی پیدا کریں جس سے قومی سلامتی یا امن متاثر ہو۔ (بحوالہ بی بی سی لندن)

پاکستان اقوامِ متحدہ کی ہیومن رائٹس کونسل کا رکن منتخب، سعودی عرب ناکام

پاکستان کو اقوامِ متحدہ کی انسانی حقوق کونسل (ایچ آر سی) کا رکن منتخب کر لیا گیا ہے جب کہ سعودی عرب یہ نشست حاصل کرنے میں ناکام رہا ہے۔ ایشیا بحرالکاہل خطے کے لیے خالی ہونے والی چار نشستوں پر پانچ امیدوار تھے جس کے لیے منگل کو نیویارک میں جنرل اسمبلی کے رکن ملکوں نے ووٹ دیا۔ پاکستان کو 193 رکنی جنرل اسمبلی میں 169 ووٹوں کی بھاری اکثریت سے دوبارہ منتخب کیا گیا ہے، اس خطے سے منتخب ہونے والے دیگر ممالک میں چین، نیپال اور ازبکستان شامل ہیں، جب کہ سعودی عرب انتخاب جیتنے میں ناکام رہا ہے۔ واضح ہو کہ پاکستان یکم جنوری 2018 سے ایچ آر سی کا رکن ہے۔ منگل کو اپنے دوبارہ انتخاب کے بعد پاکستان آئندہ تین برس کے لیے اس کونسل کا رکن رہے گا، جس کا آغاز آئندہ سال یکم جنوری سے ہوگا۔ رواں برس انسانی حقوق کونسل کی 15 نشستوں پر انتخاب ہوا ہے۔ فرانس اور برطانیہ ایچ آر سی میں یورپ کے خطے کے لیے منتخب ہوئے ہیں۔ میکسیکو، بولیویا اور کیوبا لاطینی امریکہ کے لیے جب کہ افریقہ کے لیے سینیگال، آئیوری کوسٹ، ملاوی، گیبون اور مراکش کا انتخاب ہوا ہے۔ ایچ آر سی کے رکن منتخب ہونے والے ملکوں میں روس اور یوکرین بھی شامل ہیں۔ یاد رہے کہ جنیوا میں قائم 47 ملکوں پر مشتمل ہیومن رائٹس کونسل ایک بین الحکومتی کونسل ہے جو کہ اقوامِ متحدہ کے تحت کام کرتی ہے۔ ایچ آر سی اور اس کی ذمہ داریوں میں دنیا بھر میں انسانی حقوق کا تحفظ اور ان کو تقویت دینا ہے۔ (وائس آف امریکہ)

امریکہ کا سعودی عرب کو مزید ہتھیار فراہم کرنے کا وعدہ

امریکہ کے وزیرِ خارجہ مائیک پومپیو نے سعودی عرب کے ساتھ تعلقات مضبوط کرنے کا اعادہ کرتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ امریکہ ریاض میں 26 ایکڑ پر محیط نیا سفارت خانہ بنانے کی منصوبہ بندی کر رہا ہے۔ ان کے بقول جدہ میں بھی نیا قونصل خانہ فعال ہو چکا ہے۔ جب کہ الظہر ان میں قونصل خانے کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ امریکہ سعودی عرب میں ایک ارب ڈالرز کی سرمایہ کاری کر رہا ہے۔ خیال رہے کہ ٹرمپ انتظامیہ نے سعودی عرب کو آٹھ ارب ڈالرز سے زائد کے ہتھیار فروخت کیے ہیں۔ انتظامیہ کا مؤقف ہے کہ ایران کے خطرے سے نمٹنے کے لیے سعودی عرب کو ان ہتھیاروں کی فراہمی کی ضرورت تھی، مائیک پومپیو نے ایک بار پھر واضح کیا ہے کہ امریکہ سعودی عرب کو مزید ہتھیار بھی فراہم کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ سعودی عرب کو ہتھیار فراہم کرنے کے تیز تر اقدامات پر یقین رکھتا ہے۔ یہ کوشش اس لیے ہے تا کہ ریاض اپنے شہریوں کا بہتر دفاع کر سکے اور امریکہ کے شہریوں کی ملازمتیں قائم رہیں۔ (وائس آف امریکہ)

بزنس، روزگار و کیریر

مسلم پرسنل لا بورڈ بابری مسجد انہدام پر مجرمین کے متعلق سی بی آئی کورٹ کے فیصلہ کو چیلنج کرے گا۔

یونیفارم سول کوڈ کے خطرے سے نمٹنے کے اہم تدابیر پر غور اور فیصلے کئے گئے

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی مجلس عاملہ کی میٹنگ میں کئی اہم فیصلے

کورونا وائرس کی اس عالمی وبا کے دوران مسلم پرسنل لا بورڈ نے زوم (Zoom) پر مجلس عاملہ کا آن لائن اجلاس منعقد کیا اور متعدد امور و مسائل پر غور و خوض کے بعد کئی اہم فیصلے کئے، دو دن پر محیط اس میٹنگ کی صدارت بورڈ کے صدر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے کی اور کارروائی کو جنرل سکریٹری بورڈ حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے چلایا۔ بورڈ کے جنرل سکریٹری حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب اور متعدد ارکان عاملہ نے الہ آباد ہائی کورٹ کی سی بی آئی (لکھنؤ) کے بابری مسجد انہدام کے ملزموں سے متعلق فیصلہ پر سخت حیرت اور دکھ کا اظہار کیا۔ کورٹ نے متعدد واقعاتی شہادتوں اور گواہوں کے بیانات اور خود ملزمین کے اقبال جرم کے باوجود ناکافی ثبوت کی بنا پر تمام ملزمین کو بری کر دیا۔ نہ جانے کورٹ کس طرح کی شہادتوں کو معتبر سمجھتا ہے۔ بورڈ نے اتفاق رائے سے فیصلہ کیا کہ CBI اس فیصلے کو چیلنج کرے یا نہ کرے، بورڈ اس ناقابلِ فہم فیصلے کو ہائی کورٹ میں چیلنج کرے گا۔ بورڈ کے اجلاس میں ملک کی عدالتوں میں مسلم پرسنل لا سے متعلق جاری مقدمات کا تفصیل سے جائزہ لیا گیا اور قانونی کمیٹی کو ہدایات جاری کی گئیں، لیگل کمیٹی کے کنوینر یوسف حاتم مچھالا صاحب نے سابری مالا کیس کے ریویو سے متعلق ایک تفصیلی نوٹ عاملہ کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ اس میں مذہبی آزادی، دستور کی دفعہ 25 کا دائرہ اور کسی مذہب کے لیے کیا ضروری اور لازمی ہے جیسے سوالات زیر بحث آئیں گے۔ اس فیصلے کا اثر مسلمانوں اور تمام مذہبی اقلیتوں کے ساتھ اکثریتی طبقہ کی مذہبی آزادی پر بھی پڑے گا۔ تفصیلی غور و خوض کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ بورڈ بھی اس مقدمہ میں بحیثیت مداخلت کار شامل ہوگا۔ عاملہ کے اجلاس میں اس اندیشہ کا اظہار بھی ہوا کہ رام مندر، دفعہ 370 کے بعد اس حکومت کا اگلا نشانہ یونیفارم سول کوڈ ہو سکتا ہے، مسئلہ کی نزاکت کے پیش نظر طے کیا گیا کہ اس سلسلے میں سیاسی جماعتوں کے علاوہ دیگر مذہبی طبقات، اقلیتوں اور سول سوسائٹی کے افراد سے تفصیلی ملاقاتیں کی جائیں نیز ایک تکثیری سماج کے لیے یونیفارم سول کوڈ کتنا مہلک اور نقصاندہ ہو سکتا ہے اس پر رائے عامہ ہموار کرنے کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا، یونیفارم سول کوڈ کے خطرے سے نمٹنے کے لیے جنرل سکریٹری بورڈ کو مجاز گردانا گیا کہ وہ اس کے لیے ایک کمیٹی بنا دیں تا کہ اس پر سیر حاصل کام کیا جا سکے۔ اجلاس میں حکومت کی طرف سے سی آر پی سی (Cr.PC) اور آئی پی سی میں اصلاحات کے لئے مرکزی حکومت کی قائم کردہ کمیٹی کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا۔ اکثر ارکان کا خیال تھا کہ کمیٹی کی مینڈیٹ کافی وسیع الاطرف ہے اور اس سے یہ اندیشہ بجا طور پر لاحق ہے کہ اس کی سفارشات بہت دور رس نتائج اور مضمرات کی حامل ہوں گی۔ ملک کے ماہرین قانون اور دانشوروں نے کمیٹی میں شامل افراد اور کمیٹی کے مینڈیٹ کو لے کر متعدد اندیشوں کا اظہار کیا ہے۔ ارکان عاملہ کا بھی یہی خیال تھا کہ مسلمان بھی ان سفارشات کی زد میں آ سکتے ہیں چنانچہ فیصلہ کیا گیا کہ ماہرین قانون اور علماء پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کرے اور سول سوسائٹی اور ماہرین قانون کے ساتھ مل کر اس مسئلہ کے تدارک کے لیے کام کیا جائے۔

اجلاس میں مساجد، مقابر، عیدگاہوں اور قبرستانوں سے متعلق مقدمات اور عدالتوں کے رویہ کا بھی جائزہ لیا گیا اور اہم فیصلہ کیے گئے۔ اجلاس کی ابتدا میں جنرل سکریٹری بورڈ نے اس درمیان بورڈ کے جو ارکان، اہم دینی و ملی شخصیات رحلت فرما گئیں، ان کے تعلق سے ایک تجویز تعزیت پیش کی اور صدر بورڈ نے ان کے حق میں دعائے مغفرت فرمائی۔ محترم صدر بورڈ کی دعا اور اختتامی کلمات پر اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ **(پریس ریلیز بورڈ آفس)**

سعودی عرب کی گیارہ سالہ ناول نگار کا نام "گنیز بک" میں شامل کرنے کے لیے نامزد

سعودی عرب کی ایک گیارہ سالہ ریتاج الحازمی کو دنیا کی کم عمر ناول نگار کی حیثیت سے "گنیز بک" آف ورلڈ ریکارڈز میں شامل کرنے کے لیے نامزد کیا گیا ہے، ریتاج الحازمی کے دو ناول شائع ہو چکے ہیں جب کہ وہ مزید دو ناولوں پر کام کر رہی ہے، ایک ناول بچوں کے لیے لکھا گیا ہے۔ ریتاج الحازمی نے العربیہ ڈاٹ نیٹ کو ایک انٹرویو میں بتایا کہ ان کو ایک کم سن مصنفہ کے طور پر جانا جاتا ہے، وہ عربی اور انگریزی روانی کے ساتھ بولتی ہیں اور اب جاپانی سیکھ رہی ہیں۔ ریتاج الحازمی کا پہلا ناول "Treasure of the Lost Sea" کے عنوان سے شائع ہوا، اس وقت اس کی عمر صرف گیارہ سال تھی، اسی سال "Portal of the Hidden World" کے نام سے اس کا دوسرا ناول شائع ہوا۔ اس نے ناول نگاری کا فن سکھانے کے لیے ایک ورکشاپ بھی قائم کیا ہے، اس کی دلچسپیوں میں صرف ناول نگاری ہی نہیں بلکہ مطالعہ، لکھنا اور ڈرائنگ بھی اس کے مشاغل میں شامل ہیں۔ ایک سوال کے جواب میں ریتاج الحازمی نے کہا کہ "میں نے چھ سال کی عمر میں لکھنا شروع کر دیا تھا، میں اپنے کنبے کے ساتھ بیرون ملک تعلیم حاصل کرنے گئی، میں نے اسکول کے پہلے سال داخلہ لیا تو میری ایک استانی نے مجھ سے ان مقامات کے بارے میں لکھنے کو کہا جن کی میں اپنے خاندان کے ساتھ سیر کر چکی تھی، اس عرصے میں میں نے بہت سے پروگراموں اور سرگرمیوں میں شمولیت اختیار کی تھی۔ گھر کے قریب موجود ایک لائبریری سے فائدہ اٹھایا۔ سات سال کی عمر میں سعودی عرب واپسی کے بعد میں نے لائبریریوں کو وزٹ کرنا شروع کیا۔ آٹھ سال کی عمر میں میں نے صرف مختصر کہانیاں لکھنا شروع کیں، ایک دن جب میں کچھ کتابیں خریدنے کے لیے بازار گئی تو میرے والد نے مجھ سے پوچھا کہ کیا آپ چاہتی ہو کہ ان کتابوں میں آپ کی کتاب بھی شامل ہو؟ یہ محض ایک خیال تھا اور تھوڑی ہی مدت میں میں نے تحریری دنیا میں قدم رکھ دیا تھا۔ گرمیوں کے ایک موسم میں میں نے 50 کتابیں پڑھ ڈالیں، جس کے بعد میرے لکھنے کی صلاحیت اور بہتر ہوگئی۔

طب وسائنس

پھیپھڑوں کے امراض

پھیپھڑے ہمارے نظام تنفس کا اہم جزو ہیں۔ یہ آکسیجن کو ہمارے جسم میں لے جانے اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کو خارج کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کو صحت مند رکھنا بھی بہت ضروری ہے۔ ہمارے پھیپھڑوں میں جمع ہونے والے فاضل مادے ہماری صحت کے لیے بہت نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔ ہمارے پھیپھڑوں میں ٹاکسن کی زیادہ مقدار جمع ہو جاتی ہے۔ جس سے دمہ اور سانس کی بیماریوں جیسے مسائل سامنے آتے ہیں۔

ہمارے طرز زندگی کی مختلف عادات جیسے تمباکو نوشی، زیادہ چربی والی غذائیں اور ایسی ہی دیگر عناصر۔ تاہم کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ پھیپھڑوں کے مختلف امراض کی علامات کیا ہوتی ہیں؟ صرف مسلسل کھانسی ہی اس کی نشانی نہیں بلکہ چند اور دیگر عام نشانیاں بھی اس کی جانب اشارہ کرتی ہیں۔ یہاں آپ اس اہم ترین جسمانی عضو میں کسی خرابی کی وہ علامات جان سکیں گے، جن کا اکثر افراد کو علم نہیں ہوتا۔

ایک ٹانگ میں سوجن اور درد: پہلی نظر میں تو ایسا ہی لگے گا کہ اس مسئلے کا پھیپھڑوں سے کوئی تعلق نہیں مگر یہ بھی ایک علامت ہوسکتی ہے جو کہ ٹانگ کی ایک رگ میں خون جمنے یا لوتھڑا بننے کی ہوتی ہے۔ ایک امریکی تحقیق کے مطابق ٹانگ میں بلڈ کلاٹ کا اثر پھیپھڑوں تک جا سکتا ہے اور اس مسئلے کو embolism pulmonary کہا جاتا ہے۔ پھیپھڑوں میں بلڈ کلاٹ دوران خون کو بلاک کر کے سنگین نوعیت کا نقصان پہنچا سکتا ہے اور ایسا ہونے پر تیس فیصد مریضوں کی موت بھی واقع ہو جاتی ہے۔

دم گھٹنا: اگر تو آپ کے پھیپھڑوں میں کوئی مسئلہ ہو تو موسمی نزلہ زکام یا فلو آپ کو شدید متاثر کرسکتا ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق اگر پھیپھڑوں کے کسی مرض کا سامنا ہو تو موسمی بیماریوں کا امکان زیادہ بڑھ جاتا ہے اور اس کے نتیجے میں پھیپھڑوں کے افعال متاثر ہوتے ہیں جس سے موسمی بیماری کو نمونیا میں بدلنے کا خطرہ بڑھتا ہے۔ عام طور پھیپھڑوں میں کوئی مسئلہ ہو اور نزلہ زکام لاحق ہو جائے تو دمہ کے مریض کی طرح سانس لینے میں مشکلات کا سامنا ہوسکتا ہے اور ایسی صورت میں ڈاکٹر سے رجوع کیا جانا چاہئے۔

سیڑھیاں چڑھنے کی بجائے لفٹ کو اختیار کرنا: اگر آپ کو یہ احساس ہو کہ عام سرگرمیاں بھی سانس لینا مشکل بنا دیتی ہیں اور کافی عرصے سے کھانسی کی شکایت ہو (موسمی مرض سے ہٹ کر) یا دم گھٹتا ہو تو اپنے ڈاکٹر سے پھیپھڑوں کے امراض کا ٹیسٹ کرالینا چاہئے۔ اس حوالے سے طبی ماہرین کا کہنا ہے کہ بیشتر افراد کو اس کا احساس ہی نہیں ہوتا کہ وہ پھیپھڑوں کے امراض کے شکار ہیں خصوصاً خواتین، مزید برآں بیشتر افراد کو لگتا ہے کہ سانس لینے میں مشکل کی وجہ عمر بڑھنا ہے مگر یہ جان لیں کہ عمر بڑھنے سے بھی عام طور پر یہ مسئلہ کسی مرض کے بغیر لاحق نہیں ہوتا۔

سانس میں خرخراہٹ: طبی ماہرین کے مطابق اگر لوگوں کو یہ احساس ہو کہ وہ گہری سانس نہیں لے سکتے تو انہیں ڈاکٹر سے رجوع کرنا چاہئے، تاکہ کسی بھی ممکنہ مرض جیسے پھیپھڑوں کے امراض (جن میں پھیپھڑوں میں ہوا گزرنے کی راہیں بند یا رکاوٹ کا شکار ہو جاتی ہیں) یا خون کی کمی یا اینیمیا کی نشاندہی ایک عام خون کے ٹیسٹ سے ہوسکے۔ سانس لیتے ہوئے خرخراہٹ کی ایک اور ممکنہ وجہ بالغوں کو الرجی سے ہونے والا دمہ ہوسکتی ہے، جو کہ بچپن میں لاحق ہونے والے دمہ سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔

کوئی علامت نہ ہونا: پھیپھڑوں کا کینسر ایسا مرض ہے جس کے بارے میں آپ کبھی سننا پسند نہیں کریں گے مگر دہشت زدہ کردینے والا امر یہ ہے کہ ابتدائی مرحلے پر یہ سرطان اکثر کسی بھی طرح کی علامات کے بغیر شکار کرتا ہے۔ طبی ماہرین کے مطابق ہم اکثر ابتدائی مرحلے میں پھیپھڑوں کے سرطان کو حادثاتی طور پر ہی تلاش کرتے ہیں اور وہ بھی اس صورت میں جب مریض کسی وجہ سے سینے یا ریڑھ کی ہڈی کا ایکسرے کرائے اور کسی اور مرض کی بجائے کینسر پکڑا جائے، اس کینسر کی دیگر علامات میں کمر درد، سردرد، تھکاوٹ جو کہ عام طور مرض جسم کے کسی اور حصے میں پھیل جانے پر سامنے آنے والی نشانی ہے۔ اگر آپ کی عمر 55 سال سے زائد ہے اور تمباکو نوشی کرتے ہوئے دو دہائی سے زائد عرصہ ہو چکا ہے تو آپ کو اس حوالے سے معالج کے مشورے سے سی ٹی اسکین کرانا چاہئے۔

کھانسی میں خون آنا: یہ ایک خطرے کی گھنٹی بجانے والی نشانی ہے جو آپ کو فوری طر پر ڈاکٹر کے پاس بھیج سکتی ہے، یہ پھیپھڑوں کے کینسر کی بھی علامت ہوسکتی ہے تو ٹی بی کی بھی، جبکہ اور بھی کئی عوارض کی جانب اشارہ ہوسکتا ہے جس کی نشاندہی طبی معائنے سے ہی ممکن ہوتا ہے۔ یہ ایسی علامت ہے جسے کسی صورت نظرانداز نہیں کرنا چاہئے اور فوری طور پر کسی ڈاکٹر سے رجوع کرنا چاہئے۔

پھیپھڑوں کو صحت مند کیسے رکھیں؟ سب سے اہم چیز تو یہ ہے کہ پھیپھڑوں کو صحت مند رکھنے کے لیے تمباکو کا استعمال ترک کردیں، لوگوں کو یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ پھیپھڑے آکسیجن کو فلٹر کرکے اسے جسم کے دیگر حصوں تک پہنچاتے ہیں اور جسم کے اندر صحت کے لیے نقصان دہ کچرے کو صاف کرتے ہیں، اور آپ ان فلٹرز کو بلاک کرنا پسند نہیں کریں گے کیونکہ آپ کے پاس ان کا ایک ہی سیٹ ہے تو اس عضو کا خیال رکھیں۔

پھیپھڑوں کی صفائی کیسے کریں:

ادرک: آپ ادرک کا استعمال کرکے اپنے پھیپھڑوں کو صحت مند رکھ سکتے ہیں۔ ادرک کے استعمال سے نظام دوران خون بہتر ہوتا ہے۔ پھیپھڑوں کو کینسر جیسے موذی مرض سے محفوظ رکھنے کے لیے ادرک کا استعمال کریں۔ تمباکو نوشی کی وجہ سے پھیپھڑوں میں زہریلے مادے جمع ہو جاتے ہیں۔ اس لیے ادرک کا استعمال فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ اس کے لیے روزانہ ایک کپ ادرک کا قہوہ پئیں۔ اس میں آدھے لیموں کا رس ڈال لیں تو یہ بہت فائدہ مند ثابت ہوگا۔

پودینہ: پودینہ آپ کے پھیپھڑوں کو صاف کرنے کے لیے قدرتی طور پر فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ پودینے کے اندر میتھانول پایا جاتا ہے جو آپ کے نظام تنفس کو بہتر کرتا ہے۔ اور یہ پھیپھڑوں سے پیدا ہونے والی بیماریوں کو ختم کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ پودینے کے چار سے پانچ پتے آپ سلاد کے طور پر استعمال کریں۔ اس کے علاوہ پودینے کا قہوہ بنا کر بھی استعمال کر سکتے ہیں جیسے ادرک کا قہوہ۔ دو ہفتوں تک لگاتار ادرک اور پودینے کا قہوہ پینے سے آپ کے پھیپھڑوں کی صفائی ہو جائے گی۔

لیموں پانی: لیموں پانی اپ کے پھیپھڑوں کو صاف کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس کے لیے آپ ایک گلاس پانی میں ایک لیموں کا رس نچوڑ لیں اور روزانہ پئیں۔ اس سے آپ کے گردے اور پھیپھڑے دونوں صاف ہو جائیں گے۔ لیموں پانی کا استعمال بھی ۲ ہفتوں تک کریں۔

گاجر کا جوس: گاجر کا جوس آپ کے جسم میں خون کی کمی کو پورا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ پھیپھڑوں کی صفائی میں بھی نمایاں ثابت ہوتا ہے۔ گاجر کا جوس استعمال کرکے آپ اپنے جسم میں موجود فاضل مادوں کو ختم کر سکتے ہیں۔ روزانہ ایک گلاس گاجر کا جوس استعمال کریں۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

الیکشن کمیشن رائے دہندگان کے گھروں میں پوسٹل بیلٹ پہنچائے گا

الیکشن کمیشن نے محفوظ طریقے سے ووٹ ڈالنے کے لیے کچھ اقدامات کیے ہیں۔ بہار اسمبلی انتخابات کے لیے پہلے مرحلے کے لیے ووٹنگ 28 اکتوبر کو ہوگی۔ اس مرحلے میں چار لاکھ سے زیادہ سینئر شہری اور معذور ووٹر ہیں۔ الیکشن کمیشن کے اہلکاران ووٹرز میں سے 52 ہزار تک پہنچیں گے جنہوں نے پوسٹل بیلٹ کے ذریعے ووٹ ڈالنے کا انتخاب کیا ہے۔ ان اہل ووٹرز تک الیکشن آفیسر پوسٹل بیلٹس پہنچائیں گے۔ پہلے مرحلے میں 71 اسمبلی حلقوں میں ووٹنگ ہوگی۔ ان نشستوں پر ووٹنگ 28 اکتوبر کو ہوگی۔ ان حلقوں میں چار لاکھ سے زیادہ ووٹرز بزرگ شہریوں (جن کی عمر 80 سال سے زیادہ ہے) اور پی ڈبلیو ڈی زمرے سے ہیں۔ ان میں سے 52 ہزار سے زیادہ ووٹرز نے پوسٹل بیلٹ کے ذریعے ووٹ ڈالنے کا انتخاب کیا ہے۔ ان ووٹرز کو مناسب محفوظ طریقہ کار اور رازداری کے ساتھ پوسٹل بیلٹ دیئے جائیں گے۔ ان کلاسوں کے بقیہ ووٹر پولنگ بوتھ پر جا کر اپنے ووٹ کرنے پر راضی ہیں۔ یہ پہلا موقع ہے جب بہار انتخابات میں پوسٹل بیلٹ کی سہولت کو بڑھایا گیا ہے۔

ہاتھرس معاملے کو دہلی یا ممبئی منتقل کرانا چاہتا ہے خاندان: وکیل سیما کشواہا

ہاتھرس میں اجتماعی عصمت دری اور تشدد کا نشانہ بننے والی 20 سالہ لڑکی کی موت کا معاملہ سی بی آئی تحقیقات تک پہنچ گیا ہے۔ اس معاملے میں الہ آباد ہائی کورٹ میں سماعت جاری ہے۔ تاہم اہل خانہ کا مطالبہ ہے کہ اس معاملے کو دہلی یا ممبئی منتقل کیا جائے۔ ہائی کورٹ میں ہونے والی سماعت میں متاثرہ فریق کی جانب سے عدالت کے سامنے تین مطالبات رکھے گئے ہیں، جس میں ایک مطالبہ یہ بھی رکھا گیا ہے۔ نربھیا کا کیس لڑنے والی وکیل سیما کشواہا نے میڈیا کو بتایا کہ اہل خانہ چاہتے ہیں کہ اس معاملے کو دہلی یا ممبئی منتقل کیا جائے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ اہل خانہ نے عدالت میں استدعا کی ہے کہ تحقیقات کی تفصیلات کو عام کرنے پر پابندی لگائی جائے۔

زیرالتوا مقدمات میں خاص طرح کی میڈیا رپورٹنگ ممنوع: اٹارنی جنرل

اٹارنی جنرل کے کے وینوگوپال نے زیرالتوا مقدمات میں مخصوص رپورٹنگ کا حوالہ دیتے ہوئے سپریم کورٹ میں کہا کہ یہ مکمل طور پر ممنوع ہے اور یہ توہین عدالت کا باعث بن سکتا ہے۔ اٹارنی جنرل کے کے وینوگوپال نے ایڈوکیٹ پرشانت بھوشن اور صحافی ترون تیج پال کے خلاف 2009 میں توہین عدالت کیس میں جسٹس اے ایم کھان ویلکر کی سربراہی میں بنچ کے سامنے یہ تبصرے کئے۔ وینوگوپال اس معاملے میں عدالت کی مدد کر رہے ہیں۔ ویڈیو کانفرنسنگ کے ذریعے کیس میں ایک مختصر سماعت کے دوران وینوگوپال نے عدالتوں میں زیرالتواء مقدمات سے متعلق الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے تبصروں کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ایسا کرنا مکمل طور پر ممنوع ہے۔ عدالت نے وینوگوپال کو اس توہین عدالت میں زیرغور آنے والے کچھ معاملات پر از سرنو تشکیل دینے کا وقت دیا۔

مشہور بسکٹ کمپنی پارلے جی نے نفرت پھیلانے والے نیوز چینلز کو اشتہار نہ دینے کا کیا فیصلہ

ملک کی مشہور بسکٹ کمپنی 'پارلے جی نے حال ہی میں ایک بڑا فیصلہ لیا ہے۔ دراصل، پارلے کی مصنوعات تیار کرنے والی کمپنی نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ زہریلے اور نفرت انگیز مواد نشر کرنے والے نیوز چینلز کو مزید اشتہار نہیں دے گا۔ یہ اطلاع 'انڈین سول لبرٹیز یونین کے ٹویٹر ہینڈل نے دی ہے۔ ٹویٹ میں لکھا ہے، ''پارلے جی کمپنی نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ زہریلے اور نفرت انگیز مواد نشر کرنے والے نیوز چینلز کو مزید اشتہار نہیں دے گی۔ یہ چینلز اس قسم کے نہیں ہیں جس میں کمپنی اپنے پیسوں کی سرمایہ کاری کرنا چاہتی ہو۔ کیوں کہ یہ ان کے ہدف کے سامعین کے حق میں نہیں ہے۔ ٹوئیٹ میں مزید لکھا کہ یہی وہ وقت ہے کہ پارلے اور بجاج کی سربراہی میں مزید کمپنیاں شامل ہوں''۔

اظہار رائے کی آزادی کو روکنے کے لئے قانون کا غلط استعمال کیا جارہا ہے: جسٹس لوکور

سپریم کورٹ کے سابق جج مدن بی لوکور نے کہا ہے کہ آزاد صحافت اور اظہار رائے کی آزادی کو روکنے کے لئے اس قانون کا غلط استعمال کیا جارہا ہے۔ سپریم کورٹ کے سابق جج جسٹس لوکور نے ایک لیکچر میں کہا کہ اظہار رائے کی آزادی کو روکنے کا سب سے بدترین طریقہ یہ ہے کہ وہ کسی شخص پر بغاوت کا الزام لگائے۔ جسٹس لوکور بغاوت کے قانون، ممنوعہ احکامات کے غلط استعمال اور انٹرنیٹ پر مکمل پابندی کی تنقید کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ استعمال کرنے اور قانون کے غلط استعمال کے ایک مہلک کاکٹیل کا استعمال کرنے والوں کی آزادی کو بری طرح متاثر کرنے کے لئے استعمال کیا جارہا ہے۔ جسٹس لوکور نے 2020 کے بی جی ورگیس میموریل لیکچر کے دوران 'ہمارے بنیادی حقوق کا تحفظ – اظہار رائے کی آزادی اور مظاہرے کے حق کے بارے میں یہ تبصرہ کیا۔

اسلام میں عدل وانصاف کی اہمیت

سید عبدالصبور طارق

تاریخ اسلام میں ایسے بے شمار قاضی یا جج گذرے ہیں جنہوں نے انتہائی دیانت داری، بے خوفی اور حد درجہ جرأت و دلیری کے ساتھ عدل وانصاف کی مشعل کو فروزاں رکھا اور اپنے فیصلوں میں کسی خوف اور کسی لالچ کا گزر نہیں ہونے دیا، یہ قاضی فیصلہ کرتے وقت کسی بھی بڑی سے بڑی شخصیت حتی کہ حکمران وقت کا بھی لحاظ نہیں کرتے تھے، وہ صرف اور صرف اللہ سے ڈرتے تھے، اور یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ دنیاوی خوف ولالچ سے بے نیاز ہوکر اپنے فیصلے کرتے تھے، اور ملزم دنیاوی مرتبہ کے لحاظ سے خواہ چھوٹا ہوتا یا بڑا، بادشاہ ہوتا یا فقیر سب کو ایک نگاہ سے دیکھتے تھے اور ان میں کسی قسم کا امتیاز نہیں برتتے تھے، یہ ایک ایسی صفت ہے جس میں قدیم مسلمان قاضی یا جج بالکل منفرد نظر آتے ہیں، تاریخ عالم ان کا جواب پیش کرنے سے قاصر ہے، اس سے پیشتر کہ ہم تاریخ اسلام کے ان قاضیوں اور ججوں کی خداخوفی، جرأت و دلیری اور بے لاگ انصاف کی کچھ مثالیں پیش کریں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے عدل کے معنی اور اس کے بعد اسلام میں عدل کی اہمیت کے بارے میں کچھ بیان کردیا جائے۔

عدل کا مفہوم

لغت کے اعتبار سے عدل کے معنی برابری اور انصاف کے ہیں، یعنی کسی چیز کو دو ایسے حصوں میں تقسیم کردینا کہ کسی ایک میں کمی یا بیشی نہ ہو، عدل کہلاتا ہے، لیکن حقیقت میں کسی شئی کے ٹھیک اپنے محل اور حدود کے اندر ہونے کا نام عدل ہے، ہر جگہ ناپی تولی ہوئی برابری عدل نہیں ہوتی، بلکہ حقوق کا توازن وتناسب کے ساتھ ادا کرنا عدل کہلاتا ہے، برصغیر کے نامور فاضل علامہ سید سلیمان ندویؒ تحریر فرماتے ہیں کہ کسی بوجھ کو دو برابر حصوں میں اس طرح بانٹ دیا جائے کہ ان دونوں میں سے کسی میں ذرا بھی کمی یا بیشی نہ ہو تو اس کو عربی میں عدل کہتے ہیں، اور اس سے وہ معنی پیدا ہوتے ہیں جن میں ہم اس لفظ کو اپنے زبان میں بولتے ہیں، یعنی جو بات ہم کہیں یا جو کام کریں اس میں سچائی کی میزان کسی طرف جھکنے نہ پائے اور وہی بات کہیں اور وہی کام کرلیا جائے جو سچائی کی کسوٹی پر پورا اترے۔ (سیرت النبی جلد ششم، باب عدل وانصاف)

اسلام میں عدل کی اہمیت

اسلام میں عدل وانصاف پر بہت زور دیا گیا ہے، کیونکہ اگر عدل وانصاف نہ ہوئے تو انسانی معاشرہ درہم برہم ہوجاتا ہے اور اس کا امن وسکون ختم ہوجاتا ہے، اور امن وسکون کا ختم ہونا لازمی طور پر تباہی وبربادی کا پیش خیمہ ہوتا ہے، بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لئے امن شرط اولین ہے اور امن کا حاصل ہونا انصاف کے بغیر ناممکن ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے بندوں کو عدل وانصاف کی خاص طور پر اور بار بار تاکید کی ہے مثلاً: ’’اعدلوا هو اقرب للتقوى‘‘ (سورۃ مائدہ: ۸) انصاف کرو کہ انصاف کرنا پرہیزگاری (تقویٰ) سے بہت قریب ہے ’’ان الله يامر بالعدل‘‘ (سورۃ نحل: ۹۰) بے شک اللہ تعالیٰ عدل کا حکم فرماتا ہے ’’واذا حكمتم بين الناس ان تحكموا بالعدل‘‘ (سورۃ نساء: ۵۸) اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ کرو ’’واذا قلتم فاعدلوا ولو كان ذا قربى‘‘ (سورۃ انعام: ۵۲) اور جب بات کہو تو انصاف سے کہو اگرچہ قرابت دار کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اوپر کی آیات میں تو دوسروں کے معاملہ میں عدل وانصاف کا حکم دیا لیکن سورہ نساء میں اس سے بھی ایک قدم آگے یہ فرمایا کہ ’’اپنے نفس کے مقابلہ میں بھی عدل وانصاف سے کام لو اور بلاشبہ یہ بہت ہی کٹھن منزل ہے‘‘ فرمایا: يايها الذين آمنوا كونوا قوامين بالقسط شهداء لله ولو على انفسكم او الوالدين والاقربين (نساء آیت نمبر ۱۳۵) اے ایمان والو انصاف کے علمبردار اور اللہ کے لئے گواہی دینے والے رہو، خواہ تمہیں گواہی خود اپنے خلاف اور اپنے والدین اور اعزاء کے خلاف دینی پڑے۔

علامہ سید سلیمان ندویؒ اس آیت کے سلسلہ میں اپنے خیالات کا اظہار یوں کرتے ہیں: عدل وانصاف کی راہ میں ان دونوں سے بھی زیادہ ایک کٹھن منزل ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنے نفس کے مقابلہ میں بھی عدل وانصاف کا سررشتہ ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم کی روشنی میں اہل ایمان کو اس کٹھن منزل کی رہنمائی بھی پوری طرح کی گئی ہے، ارشاد خداوندی ہوا ’’يايها الذين آمنوا كونوا قوامين بالقسط شهداء لله ولو على انفسكم اولوالدين والاقربين ان يكن غنيا او فقيرا فالله اولىٰ بهما فلا تتبعوا الهوى ان تعدلوا وان تلوا او تعرضو فان الله كان بما تعملون خبيرا (سورۃ نساء: ۱۳۵) اے ایمان والو! انصاف کی حمایت میں کھڑے ہو، اللہ کے لئے گواہ بنو اگرچہ تمہارا اپنا نقصان ہی ہو، یا ماں باپ کا یا رشتہ داروں کا اگر وہ دولت مند ہے یا محتاج ہے تو اللہ تم سے زیادہ ان کا خیرخواہ ہے، تو تم انصاف کرنے میں اپنے نفس کی خواہش کی پیروی نہ کرو، اگر تم زبان ملو گے (اگر تم نے ہیر پھیر کیا، اگر تم نے لگی لپٹی بات کہی یا سچائی سے پہلو بچایا) یا کچھ بچا جاؤ گے تو اللہ تمہارے کام سے واقف ہے۔

ان آیتوں میں عدل کے خلاف ایک ایک ریشہ کو جڑ سے نکال کر پھینک دیا گیا، کہا گیا کہ معاملات میں عدل وانصاف کی حمایت تمہارا مقصد ہو، جو کچھ کہو یا کرو خدا لگتی کہو اور خدا واسطے کہو، عدل وانصاف کے فیصلہ اور گواہی میں نہ تو اپنے نفس کا خیال بیچ میں آئے نہ عزیزوں اور قرابت داروں کا نہ دولت مند کی طرفداری کا نہ محتاج پر رحم کا، پھر اس فیصلہ اور گواہی میں کوئی بات لگی لپٹی نہ رکھی جائے، نہ حق کا کوئی پہلو جان بوجھ کر بچا لیا جائے، مطلب یہ ہوا کہ فیصلہ اور گواہی میں دولت مند کی خاطر مت کرو، اور نہ محتاج پر ترس کھاؤ اور قرابت کو بھی نہ دیکھو، جو حق ہو وہ کہہ دیا کرو، پھر سچ کہنے میں کوئی توڑ مروڑ نہ کرو کہ سننے والا شبہ میں پڑ جائے یا پوری بات نہ کہو کچھ چھپالو، تو یہ سب باتیں عدل وانصاف کے خلاف ہیں، کسی غریب کے غربت پر ترس کھا کر فیصلہ میں ردوبدل کردینا بظاہر نیکی کا کام دکھائی دیتا ہے مگر درحقیقت یہ ایک مقدس فریب ہے، فیصلہ میں ترس کھا کر بے ایمانی کرنا بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ کسی کے خاطر رکھ کر یا کسی کی بزرگی کو مان کر یا کسی بڑائی سے مرعوب ہوکر بے ایمانی کرنا ہے، غرض یہ کہ عدل وانصاف کی راہ میں کوئی اچھا یا برا جذبہ حاکم کے لئے ٹھوکر کا پتھر نہ بنے، اسی طرح اس آیت کا اشارہ ادھر بھی ہوا کہ جو گواہ کسی فریق کو نفع پہونچانے کی غرض سے طرفدارانہ گواہی دیتا ہے وہ غلطی میں مبتلا ہے، اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی اس کا نگراں نہیں ہوسکتا، اس لئے نہ گواہوں کو اس کی طرفداری کرنی چاہئے اور نہ خود کسی فریق کو گواہ کی طرفداری کے ذریعہ سے اپنے منفعت کا خیال دل میں لانا چاہئے، بلکہ دونوں کو اپنا معاملہ خدا کے سپرد کردینا چاہئے کہ وہی ان کا سب سے بہتر اور سب سے بڑھ کر ولی ہے۔

’’لوگ عدل وانصاف کے فیصلہ یا گواہی میں اسی لئے غلط بیان کرتے ہیں کہ جس فریق کی طرفداری مقصود ہے اس کو فائدہ پہونچ جائے تو ارشاد ہوا ہے کہ: اللہ اپنے امیر اور غریب دونوں بندوں کے حق میں تم سے زیادہ خیرخواہ ہے، تمہاری کم بین نظر تو آس پاس تک جا کر رہ جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں سب کچھ ہے اور وہ سب کچھ دیکھ اور سب کچھ جان کر اپنے بندوں کے ساتھ وہ کرتا ہے جس میں ان کی بھلائی ہے؛ غور کیجئے کہ ان لفظوں میں عدل وانصاف کا فلسفہ کس خوبی سے ادا کیا گیا ہے‘‘ (سیرت النبی جلد ششم: ۴۰۲۔۴۰۴)

عدل انصاف کی اہمیت کا اس سے زیادہ ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق جس کا مطلب ومفہوم یہ ہے کہ مسلمان حاکم اگر ظالم ہو تو اس کی حکومت تباہ ہوجاتی ہے، اور اگر کافر حاکم انصاف پسند ہو تو اس کی حکومت باقی رہتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اچھے اور سمجھدار مسلمان حکمرانوں نے ہمیشہ عدل وانصاف کے ساتھ حکومت کرنے اور ظلم وناانصافی سے حتی المقدور دور رہنے کی کوشش کی ہے، عدل وانصاف کے حامل مسلمان حکمران کے لئے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ’’قیامت کے دن جب کہ خدا کے سایہ کے سوا کوئی دوسرا سایہ نہ ہوگا سات شخصوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں لے گا، جن میں سے ایک شخص امام عادل (منصف حاکم ہوگا)۔ (صحیح بخاری)

بقیہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے درمیان...........اس سلسلے میں ایک دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ ایک بار آپ کو ایک خوبصورت ہار تحفے میں پیش کیا گیا، جس پر سونے کا پانی چڑھایا گیا تھا۔ اس وقت بارگاہ اقدس میں تمام ازواج مطہراتؓ اکٹھا تھیں اور گھر کے ایک کونے میں آپ کی نواسی حضرت امامہ بنت ابی العاصؓ کھیل رہی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہراتؓ سے دریافت فرمایا: تم لوگوں کو یہ ہار کیسا لگتا ہے؟ سبھوں نے کہا: بہت خوب، اس سے اچھا اور اس سے خوبصورت ہار تو ہم نے دیکھا ہی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے واپس کرو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہار اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا: یہ میں اس کو دوں گا، جو مجھے اپنے گھر میں سب سے زیادہ محبوب ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: میرے اوپر اس ڈر سے اندھیرا چھا گیا کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بجائے کسی اور زوجہ کو نہ دے دیں، اور میرا خیال ہے کہ یہی حال آپؐ کی دوسری بیویوں کا بھی تھا، ہم سب پر خاموشی چھا گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم امامہؓ کی طرف بڑھے اور ہار ان کے گلے میں ڈال دیا، تب جا کر مجھ سے یہ کیفیت ختم ہوئی۔ (مجمع الزوائد)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اولاد کی خوشی اور رنجش کا بھی خیال رکھتے تھے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: فاطمہ میرا ٹکڑا ہے اور میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اس کو تکلیف پہنچے، خدا کی قسم! اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہوسکتی، اسی طرح ہشام بن مغیرہ کے لوگوں نے حضرت علیؓ سے اپنی لڑکی کے نکاح کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دفعہ فرمایا: نہیں، پھر فرمایا: اگر علیؓ ایسا چاہتے ہی ہوں تو میری بیٹی کو طلاق دے دیں اور ان کے یہاں نکاح کرلیں؛ کیوں کہ فاطمہ میرا ٹکڑا ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہیں کرتا، (بخاری شریف)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کرنے میں دو مصلحتیں تھیں، ایک یہ کہ ابو جہل اور مغیرہ کا خاندان فتح مکہ تک اسلام کا بدترین دشمن رہا، ایسے دشمنانِ رسول کی بیٹی کا اس گھر میں آنا، جس میں جگر گوشۂ رسالت حضرت فاطمہؓ ہوں، مصلحت کے خلاف تھا، دوسرے: انسان کے جو طبعی جذبات ہوتے ہیں، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر بھی رکھے گئے تھے اور یہ فطری بات ہے کہ سوکن کا وجود عورت کے لئے تکلیف دہ ہوتا ہے اور بیٹی کی تکلیف باپ کو متاثر کردیتی ہے؛ اس لئے اس عمل کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علیؓ سے تکلیف پہنچتی اور کسی مسلمان سے اللہ کے پیغمبر کو تکلیف پہنچ جائے، یہ اس کے لئے دنیا و آخرت میں سخت نقصان کا باعث تھا، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر چاہیں تو نکاح کرلیں؛ کیوں کہ میں کسی حلال کو حرام نہیں کرسکتا؛ لیکن ایسی صورت میں وہ میری بیٹی کو طلاق دے دیں، اس ارشاد میں حضرت فاطمہؓ کی محبت کے ساتھ ساتھ حضرت علیؓ کو دنیا و آخرت کے خسارے سے بچانا بھی مقصود تھا۔

کچھ نبیوں کے دلچسپ اور سبق آموز واقعات

سید محمد مرتضیٰ کریم سہروردی

اللہ تعالیٰ نے قراان مجید میں متعدد انبیاء کرام کے واقعات کو ذکر کیا ہے، یہاں کچھ نبیوں کے دلچسپ واقعات بیان کئے جاتے ہیں:

حضرت یونس علیہ السلام:

حضرت یونس علیہ السلام کے نام سے قرآن پاک میں ایک مکمل سورہ موسوم ہے، آپ کا تعلق موصل کے نینویٰ کے علاقہ سے تھا، وہاں کے لوگ شرک اور کفر میں مبتلا تھے، اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کے لئے ان کے درمیان حضرت یونس علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔

علاقہ کے لوگ جب اپنی بت پرستانہ حرکتوں میں تیزی سے ملوث ہوتے چلے گئے اور ساری قوم رفتہ رفتہ تباہی کے دہانے پر پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو متنبہ کریں کہ ایک خاص وقت پر ان لوگوں پر قہر الٰہی نازل ہونے والا ہے، لہذا اس عذاب کے آنے سے پہلے وہ ایمان کی دعوت قبول کرلیں اور کفر اور شرک سے توبہ کرلیں، نینویٰ کے لوگوں نے اپنے نبی کی ہدایت کے باوجود راہ حق اختیار نہیں کیا اور اپنے مشرکانہ عادتوں پر قائم رہے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے جب یہ دیکھا کہ قوم اللہ کی وحدانیت قبول کرنے اور احکام خداوندی بجالانے کے لئے تیار نہیں ہے تو آپ اپنی قوم سے ناراض ہوکر انہیں چھوڑ کر چلے گئے، ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب علاقہ کے لوگوں نے حضرت یونس علیہ السلام کی دعوت ہدایت کو رد کردیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی نازل کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک مقررہ دن کو بستی کے لوگوں پر عذاب نازل ہوگا، اس کی خبر آپ لوگوں کو کردیں بعد ازاں آپ خود وہاں سے چلے جائیں۔

حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں کو آنے والے عذاب سے آگاہ کیا اور خود اس رات کو جس کے بعد عذاب کے آنے کی خبر تھی، اس مقام سے باہر چلے گئے، آپ کی قوم کو جب یہ احساس ہوا کہ وقت کے نبی ان کے درمیان نہیں ہیں تو انہیں خوف اور گھبراہٹ ہوئی اور وہ سمجھ گئے کہ نبی نے جس عذاب کی خبر دی تھی وہ اب آکر ہی رہے گا، لوگوں نے باہم مشورہ سے اپنے گھروں کو چھوڑ دیا اور بستی سے کچھ دور واقع چٹیل میدان میں جمع ہوگئے اور بارگاہ الٰہی میں خضوع وخشوع کے ساتھ اپنے کئے پر توبہ استغفار کرتے ہوئے دعائیں کیں کہ آنے والا عذاب ٹل جائے، اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور عذاب کو موخر کردیا، قوم نے اللہ جل شانہ سے یہ بھی درخواست کیا کہ ان کے نبی کو ان کے پاس واپس بھیج دے، تاریخ عالم میں یہ تنہا واقعہ ہے کہ کسی قوم پر نزول عذاب کے فیصلہ کے بعد اللہ نے عذاب کو مؤخر کردیا ہو۔

حضرت یونس علیہ السلام کو عذاب کے آنے کا کامل یقین تھا، مگر جب انہیں اس کے برعکس خبر ملی تو وہ غصہ اور ناراضگی کے عالم میں کہیں اور آگے بڑھتے چلے گئے، یہاں تک کہ ان کے راستہ میں دریا حائل ہوگیا اور وہ ایک کشتی میں سوار ہوگئے، اتفاق سے کشتی تیز بھنور میں پھنس گئی، کشتی میں سوار لوگوں نے کہا کہ شاید ہم میں کوئی گنہگار شخص ہے، جس کے باعث ہمیں پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑا ہے، اس گنہگار شخص کے تعین کے لئے لوگوں نے قرعہ اندازی کا طریقہ اپنایا، حضرت یونس علیہ السلام خود کو ان مصیبتوں کا ذمہ دار سمجھ رہے تھے، لہذا خود ہی پانی میں کود گئے اور کشتی کے ساتھ تیرتی ہوئی ایک مچھلی نے انہیں نگل لیا، اللہ نے مچھلی کو حکم دیا کہ یونس کو کوئی خراش تک نہ آئے اور نہ ہی کسی قسم کا انہیں نقصان پہنچے۔ حضرت یونس علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ نبی تھے، فرشتوں نے اللہ کے سامنے ان کے حق میں سفارش کی اور نتیجہ کے طور پر مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو دریا کے کنارے منھ سے اگل دیا، آپ کے تمام اعضاء صحیح وسالم تھے، اللہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اب اپنی قوم کے پاس جائیں اور انہیں مطلع کردیں کہ اللہ نے ان کی توبہ قبول کرلی ہے، اللہ کے حکم کے مطابق حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کے پاس چلے گئے اور مطلع کیا کہ اللہ جل شانہ نے ان کی توبہ قبول کرلی ہے۔

حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام:

مورخین کا خیال ہے کہ حضرت خضر، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قبل تشریف لائے تھے، وہ ایک موقع پر زمین کی سیر کرتے ہوئے اس مقام تک پہنچ گئے جہاں آب حیات دستیاب تھا، حضرت خضر آب حیات سے خوب سیراب ہوئے، اسی وجہ سے وہ آج تک زندہ ہیں، آب حیات کے متعلق انہوں نے اور کسی کو نہیں بتایا تھا، وہ خود اس نسل سے تعلق رکھتے تھے، جنہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لایا تھا، اور بعد ازاں وہ ارض بابل کی طرف ہجرت کر گئے تھے، کچھ لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ وہ فارسی النسل تھے اور حضرت الیاس بنی اسرائیل میں سے تھے، حج کے دوران وہ دونوں آپس میں ملاقات بھی کیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو خطاب کررہے تھے، مجمع میں ایک شخص نے دریافت کیا کہ روئے زمین پر سب سے زیادہ علم وحکمت جاننے والا کون ہے، حضرت موسی علیہ السلام نے جواب میں کہا: 'میں' اس جواب کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اللہ کا عتاب نازل ہوا، اللہ نے انہیں مطلع کیا کہ میرے بندہ خضر کو زیادہ علم ہے اور وہ مجمع البحرین میں ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دریافت کرنے پر اللہ نے انہیں بتایا کہ وہ اپنے ساتھ ایک تلی ہوئی مچھلی لے کر آگے بڑھتے جائیں، جہاں مچھلی گم ہوجائے اسی مقام پر خضر ہوں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے خادم کے ساتھ ایک تلی ہوئی مچھلی لے کر دریا کے کنارے کنارے حضرت خضر کی تلاش میں چلے گئے، ایک مقام پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھوک کا احساس ہوا تو خادم سے مچھلی کے متعلق دریافت کیا، خادم نے جواب دیا کہ راستہ میں آپ جہاں تھک کر سو گئے تھے مچھلی اچانک اچھل کر دریا میں کود گئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ جہاں پر مچھلی پانی میں کودی تھی اسی مقام پر حضرت خضر سے ملاقات ہوگی، لہذا دونوں اپنے پیروں کے نشان دیکھتے ہوئے واپس لوٹے، جہاں پر مچھلی پانی میں کودی تھی، وہاں ایک شخص بیٹھا ہوا نظر آیا، وہ شخص حضرت خضر تھے، دونوں کے درمیان ایک مختصر سا مکالمہ ہوا، بعد ازاں حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر کے ہمراہ ہوئے، حضرت خضر نے ساتھ چلنے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ لیا کہ دوران سفر وہ کوئی سوال نہ کریں گے اور نہ ہی کسی معاملہ کے تعلق سے کچھ دریافت کریں گے۔ دریا کے کنارے سفر کرنے کے دوران ایک کشتی نظر آئی تو ملاح سے دریافت کرکے وہ لوگ کشتی میں بیٹھ گئے، حضرت خضر نے سفر کے دوران کشتی کا ایک تختہ نکال دیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ انہونی سی بات لگی تو انہوں نے حضرت خضر کو ٹوکا کہ ملاح نے بغیر کرایہ کے ہمیں بٹھایا اور آپ اس کی کشتی کو غرقاب کرنے پر آمادہ ہیں، حضرت خضر نے کہا کہ میں نے کہا تھا نا کہ دوران سفر مجھ سے کوئی سوال نہ کرنا کیوں کہ میں جو جانتا ہوں تم اس سے واقف نہیں ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعتراف کیا کہ انہوں نے غلطی سے سوال کردیا تھا۔

کشتی سے اترنے کے بعد وہ دونوں پیدل چلنے لگے، راستہ میں ایک لڑکا ملا جو دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، حضرت خضر نے اس کا قتل کردیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بڑا ناگوار گزرا اور بولے کہ آپ نے برا کیا کہ اس بچہ کو مارڈالا، حضرت خضر عاجز ہوکر بولے کہ آپ نے خود آپسی معاہدہ کی خلاف ورزی کی اور صبر نہ کیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وعدہ کیا کہ آئندہ میں کوئی سوال کر بیٹھا تو آپ مجھے اپنی صحبت میں نہیں رکھیں گے، وہاں سے دونوں آگے بڑھتے ہوئے ایک بستی میں پہنچے، کھانا طلب کرنے پر بھی انہیں کسی نے کھانا نہیں دیا، وہاں حضرت خضر نے ایک گرتی ہوئی دیوار کو مرمت کرکے سیدھا کردیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر اعتراض کیا کہ بستی کے لوگوں نے ہمیں کھانا بھی نہیں دیا، پھر بھی آپ نے ان کی دیوار مرمت کردی، حضرت خضر نے حضرت موسیٰ پر واضح کردیا کہ اب ساتھ نبھانا ممکن نہیں، لہذا یہاں سے میں تم سے جدا ہوتا ہوں۔

حضرت ذوالکفل علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے سورہ ''ص'' میں حضرت ایوب علیہ السلام کے تذکرہ کے بعد فرمایا ہے: ''اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کو یاد کرو جو قوت وبصیرت والے تھے، ہم نے ان لوگوں کو ایک صفت خاص (آخرت) کی یاد سے ممتاز کیا تھا اور وہ ہمارے نزدیک منتخب اور نیک لوگوں میں سے تھے۔ اور اسمٰعیل، الیسع اور ذوالکفل کو یاد کرو، وہ نیک لوگوں میں سے تھے۔''

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت ذوالکفل بھی اپنے وقت کے نبی تھے، لیکن بعض علماء کرام اس سے متفق نہیں ہیں۔ بلکہ وہ لوگ انہیں ایک نیک انسان کے طور پر تسلیم کرتے ہیں، وہ ایک انصاف پسند حاکم تھے، انہوں نے اپنی قوم کی رہنمائی کی اور لوگوں کے درمیان صلح وصفائی اور انصاف پسندی کی تعلیم وترغیب کی ذمہ داری بحسن وخوبی سنبھالے رہے، اور اسی وجہ سے وہ ذوالکفل یعنی ذمہ داری اٹھانے والے کے نام سے مشہور ہوگئے، یہ بھی مشہور ہے کہ جب الیسع علیہ السلام ضعیف ہوگئے تو آپ نے اپنا نائب مقرر کرنا چاہا تاکہ وہ اپنی زندگی میں یہ دیکھ لیں کہ وہ انتظامی امور میں کیسا ہے۔ انہوں نے اعلان کردیا کہ جو شخص دن میں روزہ رکھے، رات میں قیام کرے اور اسے بالکل غصہ نہ آئے، تو ایسے شخص کو وہ اپنا نائب مقرر کردیں گے۔ ایک شخص جو بظاہر معمولی اور مفلوک الحال تھا، اسی نے کھڑے ہوکر یہ اعلان کیا کہ وہ ایسی ذمہ داری اٹھانے کے لیے تیار ہے، اس شخص کو وقت کے نبی نے پہلے دن ایسی کوئی ذمہ داری نہیں سونپی، دوسرے دن سابقہ اعلان پھر دہرایا، تو اس دن بھی اسی بوڑھے اور بظاہر معمولی سے شخص نے ان تمام ذمہ داریوں کو سنبھالنے کا وعدہ کیا، بالآخر نبی وقت نے اسی بوڑھے شخص کو اپنا نائب اور خلیفہ مقرر کردیا۔

ابلیس نے اس شخص کو ورغلانے اور غصہ دلانے کا منصوبہ تیار کیا، وہ مختلف شکلوں میں خلیفۂ وقت کے سامنے پیش ہوتا اور غلط قسم کا الزام لگا کر انصاف کی دہائی دیتا، لیکن جب اسے عدالت میں پیش ہونے اور وقت مقررہ پر صفائی دینے کا موقع دیا جاتا تو وہ وقت پر عدالت میں حاضر نہیں ہوتا، جب خلیفہ دوپہر کے وقت قیلولے کے لیے بستر پر آرام کررہے تھے تو شیطان نے خلیفہ کی خوابگاہ کا دروازہ کھٹکھٹایا اور خلیفہ کو تنگ کرنے اور غصہ دلانے کی غرض سے یہ عرض کیا کہ اس کے ساتھ انصاف نہیں کیا جارہا ہے، خلیفہ نے اس سے مخاطب ہوکر کہا کہ اسے اپنی صفائی پیش کرنے کے لیے عدالت میں حاضر ہونے کا حکم دیا گیا تھا، لیکن وہ وقت مقررہ پر عدالت میں حاضر نہ ہوا، شیطان نے اپنے منصوبہ کے تحت خلیفہ کی خوابگاہ میں داخل ہونے کی پوری کوشش کی، لیکن دروازہ کو بند پایا اور سپاہیوں نے بھی اسے دروازہ کھٹکھٹانے کی اجازت نہیں دی، مجبوراً شیطان روشن دان سے کمرہ میں داخل ہوگیا اور سوتے ہوئے خلیفہ کو جگا کر اپنا مقدمہ پیش کرنا چاہا تو خلیفہ کو اندازہ ہوگیا کہ ان کا واسطہ شیطان مردود سے پڑا ہے، بالآخر شیطان نے بھی قبول کرلیا کہ وہ محض خلیفہ کو غصہ دلانے کی غرض سے من گھڑت مقدمہ پیش کرنے کی کوشش کررہا تھا، بہر کیف نامزد خلیفہ اپنے وعدے پر قائم رہے اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں ذوالکفل کا خطاب بخشا۔

Volume:60/70,Issue:41 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqeeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND

NAQUEEB *WEEKLY*

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

یوں ہی موسم کی ادا دیکھ کے یاد آتا ہے
کس قدر جلد بدل جاتے ہیں انساں جاناں
(احمد فراز)

جودل پہ گزرتی ہے، رقم کرتے رہیں گے

پروفیسر اخترالواسع

ہندوستان گذشتہ کافی عرصے سے غیر یقینی صورتِ حال سے دوچار ہے، خاص طور سے مسلمان اور وہ تمام لوگ جو سیکولر جمہوری اقدار پر یقین رکھتے ہیں، تذبذب کا شکار ہیں۔ سماج میں ایک دوسرے کے بیچ بھروسہ کم ہوا ہے۔ سرکار اور سرکاری مشینری بھی کافی حد تک بداعتمادی کا شکار ہوئی ہے، لیکن اس حوصلہ شکن ماحول میں بھی کچھ ایسا وقوع پذیر ہوتا رہا کہ وطن عزیز، اس کے دستوری ڈھانچے، عدلیہ اور سول سوسائٹی نے لوگوں کے تعلق اور یقین کو درہم برہم نہیں ہونے دیا اور یہ بات بھی سو فیصد سچ ہوتی نظر آئی کہ حق بہر حال غالب رہتا ہے اور باطل کبھی بھی ہمیشہ کے لیے کامیاب نہیں ہوتا۔

کورونا کی وبا کو جس طرح جماعتِ تبلیغ کے سر منڈھ کر اسلام اور مسلمان دشمنی کی بادِ سموم کے جھکّڑ میڈیا کے ایک حصے نے پروپیگنڈے کی صورت میں چلائے اور کورونا کو تقریباً جماعتِ تبلیغ کی ایجاد قرار دے دیا گیا، لیکن بمبئی ہائی کورٹ کی اورنگ آباد بینچ نے جس طرح حق وانصاف، دیانت وصیانت کے ساتھ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کرتے ہوئے یہ بتا دیا کہ جماعتِ تبلیغ اور اس سے جڑے لوگوں کے ساتھ سراسر زیادتی اور افتراء پردازی سے کام لیا گیا اور انہیں متہم کیا گیا۔ اسی طرح بعض نچلی عدالتوں نے بھی جماعتِ تبلیغ سے جڑے لوگوں کی رہائی اور وطن واپسی کے فیصلے سنائے۔ اس سلسلے میں ہم نے پہلے بھی لکھا تھا کہ جماعتِ تبلیغ جس کا نیٹ ورک ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے اور جو صرف اور صرف مسلمانوں میں دین کی معلومات کو عام کرتے ہیں اور ان سے واقفیت کراتے ہیں۔ ہمارے ملک ہندوستان کے لیے انتہائی فخر کا باعث ہے کہ ان کا ہیڈ کوارٹر ہمارے ملک میں موجود ہے، جو ہماری مذہبی رواداری، ذہنی توسع اور سیکولرزم کا جیتا جاگتا ثبوت ہے، مگر بعض مذہبی جنون اور اسلام دشمنی کا جذبہ رکھنے والے اپنی خوبیوں پر بھی خاک ڈالنے پر لگے رہتے ہیں اور یہی اس معاملے میں دیکھنے میں آیا، بھلا ہو عدلیہ کا جس نے ہمارے ملک وسماج کی لاج رکھ لی۔

اسی طرح ڈاکٹر کفیل کی بار بار گرفتاری، ضمانت ملنے پر بھی ان کے خلاف انتہائی سفاک اور خطرناک قانون کے تحت زندان میں اسیر رکھنا ایسے واقعات تھے جس پر سب انگشت بدنداں تھے۔ اور یہ بات سب کو خوب پتہ تھی کہ ڈاکٹر کفیل کے خلاف جو کچھ ہو رہا ہے سب ایک بے رحمانہ انتقامی جذبے کے تحت۔ خیر سے یہاں بھی عدلیہ نے ہی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں انصاف دیا اور انہیں کھلی ہوا میں سانس لینے اور اپنے پیاروں سے ملنے کا موقع عطا کیا۔ ہم سلام کرتے ہیں الہ آباد ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کی قیادت میں ڈاکٹر کفیل کی رہائی کا فیصلہ سنانے والی بینچ کو جس نے یہ ثابت کر دیا کہ ہمارے ملک میں دیر ہو سکتی ہے! اندھیر نہیں!

مجھے اس بات کی بھی خوشی ہے کہ ڈاکٹر کفیل نے انتہائی صبر وضبط اور غیر معمولی شعور اور فراست کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ بھی صاف کر دیا کہ وہ ڈاکٹر ہی رہنا چاہتے ہیں۔ سماج میں پھیلی ہوئی بیماریوں کے علاج بالخصوص بچوں کی صحت کے لیے فکرمندی ان کا منشورِ حیات ہے سیاست نہیں۔

ڈاکٹر کفیل کی رہائی کے فیصلے کے بعد ہماری رائے میں بہتر تو یہ ہوگا کی عدالتوں کے فیصلے اور اس سے بہتر ہے کہ سرکاریں خود ہی انتقامی جذبے سے اوپر اٹھ کر جو لوگ قید وبند کا شکار ہیں انہیں رہا کر دیں یا کم سے کم ضمانت پر باہر آنے دیں۔ ماحول کو اور بہتر بنانے کے لیے سرکار اور مسلمانوں اور سِول سوسائٹی کے درمیان ایک ڈائیلاگ ہونا چاہئے۔ دونوں کے بیچ میں جو بھروسے کی کمی اور بداعتمادی ہے اسے دور کیا جائے، ملک سب کا ہے، سرکار سب کی ہے تو پھر یہ دوریاں، یہ عداوتیں اور یہ امتیاز کیوں؟

اس بیچ میں دو اور چونکا دینے والے واقعات سامنے آئے، ایک تو دہلی کے حالیہ فسادات پر لکھی گئی ایک کتاب کے رسمِ اجرا کی تقریب میں پہلے سے ہی بدنامِ زمانہ کپل مشرا کو مہمانِ خصوصی بنانے کا اعلان کیا گیا لیکن اس کو مسلمانوں کی مخالفت ہی نہیں بلکہ غیر معمولی عوامی دباؤ کا خوشگوار نتیجہ کہئے کہ لوگوں کے احتجاج کے بعد پبلشر نے اپنے فیصلے کو واپس لے لیا۔ اسی طرح اس دفعہ جامعہ ملیہ اسلامیہ کے ریزیڈینشیل کوچنگ اکیڈمی برائے سِول سروس امتحانات میں اس کے تربیت یافتگان کی شاندار کامیابی سے کچھ لوگوں کو غیر معمولی تکلیف پہنچی، کامیاب ہونے والے ان امیدواروں میں تقریباً آدھے غیر مسلم تھے، لیکن اس کے باوجود اس کو ایک فرقہ وارانہ رنگ دینے کی ایک خاص ٹی وی چینل نے کوشش کی اور ان کامیاب ہونے والے امیدواروں کو ملک دشمن اور جہادی قرار دیا، اس کے خلاف جامعہ ملیہ اسلامیہ کی وائس چانسلر پروفیسر نجمہ اختر اور پوری جامعہ برادری نے سخت احتجاج کیا، کچھ لوگوں نے عدلیہ سے بھی رجوع کیا اور ۱۰۰ کے قریب سابق سینئر بیوروکریٹس نے سِول سوسائٹی کے دوسرے لوگوں کے ساتھ کھل کر احتجاج کیا، ایک نچلی عدالت نے شروع میں اس ٹی وی چینل کے اس سلسلہ میں مشتہر ایک پروگرام پر پابندی بھی لگائی، بعد میں اس فیصلہ کو بدل دیا گیا۔ لیکن خیر سے سپریم کورٹ نے اس پر سخت موقف اختیار کرتے ہوئے اس پر سخت پابندی عائد کر دی۔ افسوس یہ ہے کہ اس چینل اور اس کے سربراہ کے خلاف جو کارروائی ہونی چاہئے تھی وہ ابھی تک نہیں ہوئی یہ ساری مہم ہماری نظر میں جامعہ کے خلاف نہیں تھی بلکہ یونین پبلک سروس کمیشن (UPSC) پر کھلا ہوا حملہ تھا، یہ ان کے شک وشبہ سے بالاتر شفافیت سے بھرپور اور ایماندارانہ طریقے سے ملک کے خدمت گذاروں اور بنیاد گذاروں کی بھرتی پر الزام تراشی اور کھلا ہوا حملہ تھا، سمجھ میں نہیں آتا کہ موجودہ حکومت نے اس کا نوٹس کیوں نہیں لیا؟ کیونکہ مسلمانوں کی نئی پیڑھی کا سول سروس امتحانوں میں شریک ہونا اور کامیاب ہونا اس ملک سے ان کی دلی وابستگی کا جیتا جاگتا ثبوت ہے اور ساتھ میں وزیر اعظم کی سربراہی میں موجودہ حکومت کو تو اس کو اپنی خیر سگالی کے طور پر پیش کرنا چاہئے کہ ان کے عہد میں کانگریس اور دوسری حکومتوں کے مقابلے زیادہ مسلمان لڑکے اور لڑکیاں کامیاب ہو رہے ہیں، یہ صرف ملک نہیں بلکہ بیرونِ ملک میں بھی مودی سرکار کی نیک نامی کے لیے استعمال ہو سکتی ہے، لیکن اسے کیا کہیے کہ اپنی نیک نامی پر اس ملک میں کچھ لوگ اپنی یرقان زدہ ذہنیت کے تحت اس طرح پردہ ڈالنے اور چھپانے میں لگ جاتے ہیں جیسا کہ لوگ اپنی برائیوں کے لیے بھی نہیں کرتے، ہمیں افسوس ہے کہ وہ عناصر جنہوں نے علی گڑھ میں مہاتما گاندھی کا پتلا بنا کر اس پر گولیاں برسائیں اور ناتھورام گوڈسے کی حمایت میں نعرے لگائے انہوں نے ایک بار پھر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کو اپنی دریدہ دہنی، بدکلامی اور الزام تراشی کا نشانہ بنایا اور انتہا یہ کہ اس سلسلہ میں مرکزی وزیرِ تعلیم شری رمیش پوکھریال نِشنک کو بھی نہیں بخشا۔ ان کے خلاف کوئی کارروائی اب تک کیوں نہیں ہوئی، ہمارا حکومت سے یہ بھی مطالبہ ہے کہ اس طرح کی کردار کشی میں ملوث تمام لوگوں کے خلاف سخت کارروائی ہونی چاہئے۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798 رابطہ اور واٹس اَپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)

دوسروں کا حق مارنا جائز نہیں

حضرت جبلہ بن سحیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی حکومت کے زمانے میں ہمارے اوپر قحط پڑا، قحط کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے کھانے کے لیے کچھ کھجوریں عطا فرمادیں، جب ہم وہ کھجوریں کھا رہے تھے، اس وقت حضرت عبد اللہ بن عمرؓ ہمارے پاس سے گذرے، انہوں نے ہم سے فرمایا کہ دو دو کھجوریں مت کھاؤ (اس طرح دو دو کھجوریں ایک ساتھ ملا کر کھانے کو عربی میں قران کہتے ہیں) اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ جو کھجوریں کھانے کے لئے رکھی ہیں ان میں سب کھانے والوں کا برابر مشترک حق ہے، اب اگر دوسرے لوگ تو ایک ایک کھجور کھا رہے ہیں اور تم نے دو دو کھجوریں اٹھا کر کھانے شروع کر دیں تو اب تم دوسروں کا حق مار رہے ہو اور دوسروں کا حق مارنا جائز نہیں۔ البتہ اگر دوسرے لوگ بھی دو دو کھجوریں کھا رہے ہیں تب تم بھی دو دو اٹھا کر کھالو۔ تو صحیح طریقہ یہ ہے کہ جس طرح دوسرے کھا رہے ہیں تم بھی اسی طریقے سے کھاؤ، اس حدیث سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ دوسروں کا حق مارنا جائز نہیں۔ (صحیح بخاری، کتاب الاطعمہ، باب القران فی التمر، حدیث: ۵۴۴۶)